ہفت روزہ
بدر قادیان
جلد ۲۰ — شمارہ ۲۳
The Weekly Badr Qadian
ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور
شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ نئے پیسے

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۸ احسان (جون)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ:-

یکم جون۔ آج حضور کو ضعفِ قلب کی کچھ تکلیف رہی۔

۲ جون۔ آج دوپہر کے وقت حضور کو دورانِ سر کی تکلیف ہوگئی۔ اس وقت طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے۔ احباب التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب امام ہمام کو اپنے فضل سے صحتِ کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ اور ہر حال میں اپنا فضل شاملِ حال رکھے۔ آمین۔

قادیان ۸ جون۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل وعیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

★ — ۸ جون۔ آج رات قادیان میں اچھی خاصی بارش ہوئی جس سے گرمی کی شدت میں کافی فرق پڑ گیا ہے۔

۱۶ ربیع الثانی ۱۳۹۱ھ — ۱۰ احسان ۱۳۵۰ ہش — ۱۰ جون ۱۹۷۱ عیسوی

جماعتِ احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کے زیرِ اہتمام

ایک عظیم الشان جلسہ کا انعقاد

(رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی عبدالحق صاحب فضل انچارج مبلغ حیدرآباد)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتِ احمدیہ حیدرآباد و سکندرآباد کے زیرِ اہتمام ۱۰ اور ۱۱ شہادت (اپریل) زیرِ نگرانی مکرم ومحترم الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعتِ احمدیہ حیدرآباد ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج بمبئی اور محترم مولوی بشیر احمد صاحب مبلغ انچارج دہلی، نظارت دعوۃ وتبلیغ قادیان کی ہدایت کے مطابق بطورِ خاص مدعو تھے۔ اجلاسات دونوں روز بمقام مغل گراؤنڈ ملے پلی حیدرآباد منعقد ہوئے۔

جلسہ کی تشہیر کے لئے بڑے بڑے پوسٹر شائع کر کے شہر کے اہم مقامات پر چسپاں کئے گئے۔ دعوتی کارڈ اور ہینڈ بل تقسیم کئے گئے۔ مقامی اخبارات میں اعلانات شائع کروائے گئے۔ آلہ مکبر الصوت، شامیانہ، قناتوں وغیرہ کا بہت عمدہ انتظام تھا۔ مستورات کے لئے پردے کا انتظام بھی کیا گیا۔ جلسہ گاہ کو مختلف رنگوں کی جھنڈیوں اور بجلی کے قمقموں سے مزین اور آراستہ کیا گیا۔ جلسہ گاہ کے باب الداخلہ کے قریب ایک پُرکشش بک سٹال بھی لگایا گیا۔ غیر از جماعت دوستوں نے اس سے قیمتاً اور مفت استفادہ کیا۔ اور اپنی دلچسپی کا اظہار کیا۔ احمدی احباب ومستورات کے علاوہ غیر از جماعت لوگوں نے بھی بڑی دلچسپی کے ساتھ اور ہمہ تن گوش ہو کر اجلاسات کی کارروائی سماعت فرمائی۔ اور بہت اچھا اثر لے کر واپس لوٹے فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

اجلاسِ اوّل

۱۰ اپریل کو زیرِ صدارت الحاج سیٹھ محمد معین الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد ۸½ بجے رات اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب بی۔ ایس سی۔ نائب امیر کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم محمد منصور احمد صاحب کی نظم کے ساتھ جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ آج کا اجلاس سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ترتیب دیا گیا تھا۔ لہٰذا مکرم ومحترم سیٹھ محمد اسماعیل صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں اس موضوع کی اہمیت وضرورت اور افادیت پر روشنی ڈالی اور اس اجلاس کی غرض وغایت بتاتے ہوئے مقررینِ کرام کا مختصراً تعارف کرایا۔

سب سے پہلی تقریر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے موضوع پر خاکسار کی تھی۔ خاکسار نے بتایا کہ انسان طبعاً ہر بات میں نمونہ کا محتاج ہے۔ کھانے میں، لباس میں، طرزِ معاشرت میں وغیرہ۔ اور آج کی سائنسی ایجادات نے دُنیا کو ایک پلیٹ فارم پر لا کر کھڑا کر دیا ہے، اس لئے آج ایک ایسے کامل نمونہ کی ضرورت ہے جو ہر قوم اور ہر فرد کے لئے کامل نمونہ ہو۔ چنانچہ آج جبکہ ہم بڑے بڑے مذاہب کے بانیان پر نگاہ ڈالتے ہیں تو اُن میں سے صرف اور صرف رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا مقدس ترین وجود ہی نکھر کر سامنے آجاتا ہے۔ جو ہر پہلو سے کامل نمونہ دکھائی دیتا ہے۔ کیونکہ تمام مورخین اس حقیقت کا اقرار کرتے ہیں کہ تاریخی زمانہ کا آغاز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے کچھ پہلے ہوا ہے۔ پس وید، گیتا اور بائیبل وغیرہ تاریخی دَور سے بہت پہلے کی ہیں۔ ان انبیاءِ کرام کے حالاتِ زندگی محفوظ نہیں ہیں، جن کی طرف یہ کتب منسوب کی جاتی ہیں۔ جبکہ رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نہ صرف یہ کہ ان جملہ حالات میں سے گزرے جو بالعموم انسانوں پر وارد ہوسکتے ہیں بلکہ حضور کے حالاتِ زندگی من وعن محفوظ بھی ہیں۔ پس آج تمام بنی نوع انسان کے لئے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس ترین وجود ہی کامل نمونہ اور اسوۂ حسنہ ہے۔

خاکسار کی تقریر کے بعد عزیزم مولوی نصیر احمد صاحب خادم نے خوش الحانی سے ایک نظم دُرِّ ثمین سے پڑھی۔ اور پھر مکرم ومحترم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج بمبئی نے شانِ خاتم النبییّن صلے اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک پُر اثر تقریر فرمائی۔ اور بتایا کہ آج کی مادہ پرست دنیا میں مذہب کو پیش کرنا بہت بڑی جرأت کی بات ہے۔ آج اس سائنسی ترقی کے دَور میں انسان زمین سے اٹھ کر چاند تک پہنچ گیا ہے، دیکھنا یہ ہے کہ وہ کون سا مذہب ہے جو دَورِ حاضرہ کے بھٹکے ہوئے انسانوں کو اور مادی ترقی کے اعتبار سے متمدن ترین انسان کو صحیح راہ دکھا سکتا ہے۔ سو وہ وہی مذہب ہو سکتا ہے جس میں بنیادی طور پر تین باتیں پائی جائیں۔ اوّل یہ توحید باری تعالیٰ کو وہ ٹھوس بنیادوں پر پیش کرتا ہو۔ دوم۔ مساوات کی تفصیلی تعلیم دیتا ہو۔ سوم۔ اس کا پیغام ملک وعلاقہ اور قوم کی حد بندیوں سے بالاتمام بنی نوع انسان کے لئے یکساں ہو۔ اور یہ تینوں باتیں صرف اور صرف اسلام میں پائی جاتی ہیں۔ اس لئے افضل ترین ہستی وہی ہے جس کے ذریعہ سے بنی نوع انسان کو اسلام جیسا پاکیزہ بے نظیر اور کامل اور مکمل مذہب ملا۔

فاضل مقرر نے قرآن کریم کی آیات، احادیثِ نبوی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے حالات سے اپنے موضوع کی وضاحت فرمائی۔ اور دلنشین انداز میں رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی بلند ترین شان کو حاضرین کے سامنے پیش کیا۔

آپ کی تقریر کے بعد مکرم ومحترم الحاج مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ انچارج دہلی نے "بانی جماعتِ احمدیہ کا عشقِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم" کے موضوع پر ایک پُر معارف تقریر فرمائی۔

فاضل مقرر نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات، نظم ونثر اردو، عربی اور فارسی کلام نیز رؤیا وکشوف اور الہاماتِ الٰہیہ کی روشنی میں بالوضاحت ثابت کیا کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سید الانبیاء خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو والہانہ عشق تھا اس کی نظیر نہیں ملتی۔ لہٰذا مخالفینِ احمدیت جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن قرار دیتے ہیں یہ لوگ درحقیقت ایک

(باقی دیکھیں ص۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ماما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹرز: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۰ر احسان ۱۳۵۰ ہش

اسلام اور علومِ جدیدہ کا چیلنج

(۳)

بنگلور میں قائم فرقانیہ اکیڈمی کے ناظم صاحب کی طرف سے جو جائزہ اور تلخ حقیقت پر مشتمل ایک نوٹ اخبار صدق جدید میں شائع ہوا تھا۔ اس پر ہم گزشتہ دو اشاعتوں میں اپنا نقطۂ نظر پیش کر چکے ہیں۔ اس سلسلہ میں آج کی صحبت میں بھی کچھ حقائق پیش کرنا چاہتے ہیں۔

جائزہ کی ابتداء میں جناب ناظم صاحب نے اسلام پر جن سہ طرفہ چیلنجوں کا ذکر کرتے ہوئے ان کا کامیاب جواب دینے کو موجودہ دور کی اہم ترین ضرورت اور ایک مجددانہ کام بتایا ہے ان حملوں کی تفصیل ناظم صاحب ہی کے الفاظ میں یہ ہے کہ

"اس وقت اسلام نہایت ہی نازک اور کٹھن دور سے گزر رہا ہے۔ ایک طرف مادیت اور ملحدانہ ازموں اور فلسفوں سے اس کا سامنا ہے جو نئے نئے مسائل Problems کھڑے کرتے ہیں گویا کہ اس کی راہ میں روڑے اٹکانا چاہتے ہیں۔ اور تیسری طرف اس پر عیسائی مشنریوں کا منظم حملہ ہو رہا ہے۔"

خوشی کی بات ہے کہ ناظم صاحب نے حالاتِ حاضرہ کا صحیح جائزہ لیتے ہوئے ان تین جہات کی نشان دہی کی ہے جہاں سے اسلام کو حملوں کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ اگرچہ یہ نشان دہی موصوف کی کوئی نئی کھوج نہیں، نیز اس طرح کے حملے یا چیلنج خود کس قدر شدید اور زور آور ہی کیوں نہ ہوں، غیر متوقع ہرگز نہیں۔ اور نہ ہی ان کو دیکھ کر کسی بھی سچے مسلمان کو گھبرانے یا خوفزدہ ہونے کی ضرورت ہے۔ اس لئے کہ ان جملہ حالات پیش آمدہ کے بارے میں قرآن کریم اور احادیث میں پیشگوئیوں کے رنگ میں بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور ساتھ کے ساتھ اہلِ حق کو تسلی دلا دی گئی ہے کہ دینِ اسلام کامل و مکمل دین ہونے کے اعتبار سے ذاتی طور پر ایسی زبردست قوت اور صلاحیت رکھتا ہے کہ جمیع قسم کے مخالفانہ حملوں اور نظریات دنیا کے ہر چیلنج کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ جیسا کہ اس نے ابتدائے نزول قرآن کے وقت ہی کہہ دیا تھا کہ

اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ۔ لَا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ (حٰمٓ السجدۃ آیت ۴۲-۴۳)

یہ ایسی عزت والی کتاب ہے کہ باطل نہ اس کے آگے سے آ سکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے۔ یہ بڑی حکمتوں والے اور بڑی تعریفوں والے خدا کی طرف سے اترا ہے۔ اس لئے کسی زمانے کے علوم اس کی صداقتوں پر غلبہ نہیں پا سکتے۔ بلکہ ہر ایسے موقعہ پر علوم کو خود پسپا ہونا پڑے گا۔

یہ تو ہوئی معقولی دلیل، لیکن اس کے ساتھ واقعاتی رنگ میں خاص تفصیل کے ساتھ ان اہم امور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اگر آپ اس جہت سے قرآن کریم اور احادیثِ نبویہ کا مطالعہ کریں تو دیکھیں گے کہ ہمارے اس زمانہ میں جسے آخری زمانہ یا قربِ قیامت کے ناموں سے تعبیر کیا گیا ہے دجالی فتنہ کے خطرناک صورت میں ابھرنے اور ساری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے آنے کی خبر دی ہے۔ اس کا خطرناک پہلو اس بات سے واضح ہے کہ خود سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دجالی فتنہ کو سارے فتنوں سے بڑا فتنہ قرار دیا اور فرمایا:-

مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اَمْرٌ اَكْبَرُ مِنَ الدَّجَّالِ۔
(مشکوٰۃ مجتبائی صفحہ ۴۷۳ بحوالہ مسلم)

اسی طرح ترمذی کی روایت کے مطابق حضورؐ نے فرمایا:-

اِنَّهٗ لَمْ يَكُنْ نَبِيٌّ بَعْدَ نُوْحٍ اِلَّا قَدْ اَنْذَرَ قَوْمَهُ الدَّجَّالَ وَاِنِّيْ اُنْذِرُكُمُوْهُ
(ترمذی مجتبائی جلد ۲ صفحہ ۴۶)

حضرت نوح علیہ السلام کے بعد کوئی نبی بھی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنی قوم کو دجالی فتنہ سے متنبہ اور ہوشیار نہ کیا ہو۔ اور میں بھی تم کو اس سے متنبہ کرتا ہوں۔

رہا یہ سوال کہ دجالی فتنہ کب ظہور کرنے والا تھا، سو اس کے لئے بھی احادیث میں پوری تفصیل موجود ہے۔ ان سے کافی روشنی ملتی ہے۔ چنانچہ ترمذی شریف میں مذکورۃ الصدر حدیث کے دو صفحے بعد ابن صیاد کے ذکر میں آتا ہے کہ ظاہراً جو دجال کی بعض علامات ابنِ صیاد میں نظر آنے پر

حضرت عمرؓ نے جوش میں آکر حضور سے عرض کیا:-

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ائْذَنْ لِیْ فَاَضْرِبَ عُنُقَهٗ (ترمذی ایضاً صفحہ ۴۹)

یا رسول اللہ! کیا میں اس کی گردن نہ اڑا دوں؟ تو حضور نے جن لطیف الفاظ میں جواب دیا وہ خاص طور پر قابلِ غور ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

اِنْ يَّكُ حَقًّا فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ کہ اگر یہی بات درست ہے (کہ ابن صیاد ہی دجال ہے) تو بھی اے عمر! تیرا یہ کام نہیں اور یہ فریضہ تمہارے ذمہ نہیں لگایا گیا۔ اس سے ایک صفحہ پہلے ترمذی باب "ما جاء فی قتل عیسیٰ ابن مریم الدجال" میں زبان نبوی سے اس امر کی وضاحت موجود ہے کہ "يَقْتُلُ ابْنُ مَرْيَمَ الدَّجَّالَ بِبَابِ لُدٍّ" (ایضاً صفحہ ۴۸)

ان سب احادیث کو ملا کر نتیجہ صاف ہے کہ دجال کا قتل مسیح موعود کا کام ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں یہ فریضہ سرانجام دیں گے۔ اور بابِ لد میں قتل کرنے کی صورت کا لطیف اشارہ ہے اور بتایا گیا ہے کہ مسیح موعود کے ہاتھوں جو دجال کا قتل مقدر ہے وہ تلوار کا قتل نہیں بلکہ دلائل اور براہین کا قتل ہے۔ کیونکہ لُدّ ایک عربی لفظ ہے جو اَلَدّ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں جھگڑا اور مجادلہ کرنے والا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ نیز فرمایا قَوْمًا لُدًّا اسی کے مطابق بابِ لد کے یہ معنے ہوئے کہ جھگڑا اور مجادلہ کرنے والوں کا دروازہ اس لحاظ سے حدیثِ نبوی کے یہ معنے ہوئے کہ مسیح موعود دجال کو مجادلہ کرنے والوں کے دروازے پر قتل کر چکا۔ یعنی دجال مسیح موعود سے بھاگے گا۔ لیکن آخر مجادلہ کرنے والوں کے دروازے کے پاس مسیح موعود اسے آدبائے گا۔ اور اسے قتل کر دے گا۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ دجال، مسیح موعود کے سامنے آنے سے بھاگے گا۔ لیکن مسیح موعود اس کا تعاقب کرے گا۔ اور آخر مجادلہ اور مناظرہ کے میدان میں اُسے آدبائے گا۔ مسیح موعود کے دلائل اور براہین کی پختگی کے سامنے دجالی فتنہ کی قوت و شوکت جاتی رہے گی۔

جناب ناظم صاحب فرقانیہ اکیڈمی نے اسلام پر ہو رہے جن سہ طرفہ حملوں کی تعیین کی ہے مذکورۃ الصدر بیان سے ہم بتا چکے ہیں کہ آثار میں ان فتنوں کو دجالی فتنوں کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ جن کا فرد کرنا مسیح موعود کا کارنامہ بتایا گیا ہے۔ اسلئے جو کوئی مسلمان، عالم ہو یا عام امتی۔ اس کی کوشش خواہ کس قدر منصوبہ بند طریق پر کیوں نہ ہو اور کیسے ہی عظیم القدر مفکرین کے دماغ کی اُپج ہو ان فتنوں کے مقابلہ میں سب کوششیں بے نتیجہ ہیں اسلئے کہ ؎

جس کا کام اُسی کو ساجے
اور کرے تو ڈھینگا باجے

چونکہ یہ مسیح موعود کا کام ہے وہی اس میں کامیاب ہو سکتے ہیں کوئی دوسرا نہیں ——— چنانچہ ——— فرقانیہ اکیڈمی کے ناظم صاحب کا جائزہ اور ان کی بیان کردہ تلخ حقیقت ایک مثالی مرقع ہے اور منہ بولتا ثبوت ہے کہ یہ لوگ اس گاڑی کے بیل نہیں۔ نیز اس نوع کے علماء کا اپنی تمام تر کوششوں میں ناکامیاب ہونا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ خدا تعالیٰ کی وہ تائید اور نصرت جو ایسے فتنوں کے مقابلہ کے لئے مسیح موعود کو حاصل ہونی مقدر ہے یہ لوگ اس سے محروم ہیں۔ اسی لئے حسرت و یاس کا شکار ہوئے جا رہے ہیں۔ ان کے برعکس خدا تعالیٰ کا وہ برگزیدہ بندہ جسے حق تعالیٰ نے مسیح موعود و مہدی معہود کے عظیم الشان روحانی منصب اور مرتبہ پر فائز کیا۔ تو ساتھ ہی قدم قدم پر اس کو تائیداتِ غیبی سے بھی نوازا۔ اور اس کی مساعی میں غیر معمولی برکت ڈال دی ——— !!

اب ہم تفصیلی طور پر اُن سہ طرفہ حملوں کا جائزہ لیتے ہیں۔ کہ مسیح موعود ہونے کے لحاظ سے مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے کس طرح ایک طرف ان حملوں کا کامیاب دفاع فرمایا۔ اور دوسری طرف حمایتِ اسلام کے کام کو محکم بنیادوں پر ایسا چلایا کہ آج یہ سب کارنامے یک حقیقتِ مثبتہ کے رنگ میں ساری دنیا کے سامنے ہیں۔

جن سہ طرفہ حملوں کا اس وقت اسلام کو سامنا ہے وہ جناب ناظم صاحب فرقانیہ اکیڈمی کے الفاظ میں مختصراً یہ ہیں:-

- ——— "ایک طرف مادیت اور ملحدانہ ازموں اور فلسفوں سے اس کا سامنا ہے۔"
- ——— "دوسری طرف اس کو سائنس اور علوم جدیدہ کا چیلنج درپیش ہے۔"
- ——— "تیسری طرف اس پر عیسائی مشنریوں کا منظم حملہ ہو رہا ہے۔"

(صدقِ جدید ۲ر اپریل ۱۹۷۱ء صفحہ ۵)

فرقانیہ اکیڈمی کے ناظم صاحب یا اُن کے ہم نوا علماءِ زمانہ کی نظریں اسلام کو درپیش مسائل کو اب کہیں جا کر دیکھنے لگی ہیں۔ جب فتنہ انگیز قوموں کی فتنہ سامانیاں نہایت درجہ بھیانک شکل میں عریاں دکھائی دینے لگی ہیں۔ اور ان میں کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہیں رہا۔ لیکن آج سے پون صدی پہلے جب ان فتنوں کی گویا ابتدائی حالت تھی اور اُن کی ایسی مہیب شکل دنیا کے سامنے نمودار نہ ہوئی تھی۔ اور جو کچھ ظاہر ہو چکا تھا اس سے بھی سر سید احمد خان صاحب جیسی جلیل القدر شخصیتیں

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

تبرکات

تقویٰ کی باریک راہیں

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قلم سے

ایک مسلمان کے لئے پہلا یا ابتدائی راستہ خدا تعالیٰ سے ملنے کا جو شریعت نے تجویز کیا ہے وہ تقوےٰ ہے۔ یعنی خدا کے خوف کی وجہ سے گناہوں سے بچتے رہنا۔ اس سے اگلا اور اعلیٰ راستہ محسن بننے کا ہے یعنی وہ طریقہ جس سے خدا کی محبت اور عشق کی وجہ سے مومن نیکیوں میں ترقی کرتا ہے۔

یہ تقویٰ کا لفظ ہماری جماعت کے بچہ بچہ کی زبان سے سنا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ جماعت کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت ہے اور بغور دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ واقعی یہ جنس گرانقدر دنیا میں آج کل اور کسی جگہ دستیاب نہیں ہو سکتی۔ مگر باوجود اس لفظ کے کثرتِ استعمال اور کثرتِ تذکیر کے پھر بھی جو حق اس کے سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کا تھا وہ ادا نہیں ہوا۔ اور تقویٰ کی باریک راہوں کا تو کیا ذکر اس کی شاہراہ یا موٹی موٹی راہوں سے بھی بعض لوگ ناواقف نظر آتے ہیں۔ اور یہ صرف اس لئے کہ اجمال تو موجود ہے مگر تفصیل کا علم نصیب نہیں ہوا۔ کیوں نصیب نہیں ہوا؟ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا حضرت خلیفۃ المسیح علیہم السلام کی صحبت زیادہ نہیں ملی اور ان مقدس لوگوں کے طریق عمل کو غور سے نہیں دیکھا گیا اور احمدیت کے لئے صرف بیعت کے ایک خط یا تھوڑے سے لٹریچر کے مطالعہ کو کافی سمجھ لیا گیا یا زیادہ سے زیادہ جلسہ اور کانفرنس پر حاضر ہونا بالکل کافی خیال کر لیا گیا۔ برخلاف اس کے جس کسی کو یہ سعادتِ صحبت حاصل ہو گئی اس پر تو پھر خود بخود معرفت کے دروازے کھلنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور تقویٰ کی موٹی راہوں کو طے کرنے کے بعد باریک راہوں کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو براہِ راست اپنی تربیت میں لے لیتا ہے۔ اور ایک رو معرفت اور علم لدنی کی ہر ضروری امر کے متعلق ان کے دل و دماغ میں آسمان کی طرف سے جاری ہو جاتی ہے اور جو امر خلافِ تقوےٰ ہوتا ہے اس سے انہیں روک دیا جاتا ہے اور جو موافق تقوےٰ ہوتا ہے اس کی تحریص یا اجازت مل جاتی ہے۔ اس وقت بندہ کی حالت اس دنیا سے اتنی ارفع و بلند ہو جاتی ہے کہ دنیا کی نظروں میں جو اعمال یا خیالات معمولی اور بے ضرر ہوتے ہیں وہ ان میں خطرہ اور ہلاکت دیکھتا ہے اس کی دو کی جگہ چار آنکھیں ہو جاتی ہیں اور ایسی نمائشی نیکی سے وہ اسی طرح بچتا ہے جس طرح عام لوگ گناہ سے پرہیز کرتے ہیں اور اس وقت وہ شخص اس بابرکت وجود کی ظلیت میں داخل ہو جاتا ہے۔ جس نے دعوےٰ کیا تھا کہ ع

من تربیت پذیر ز ربِّ مہیمن ام

مگر اس حالت یا اس سے بڑھ کر کیفیات سے پہلے بھی ایک مبتدی متقی انسان کی خود اپنی بصیرت بہت روشن ہونی شروع ہو جاتی ہے اور اس کا فہم خدا کی رضامندی کی راہوں میں بہت تیز ہو جاتا ہے اور جو باتیں عرفاً بے عیب اور خلقات میں علی الاعلان وارزہ سا نظر آتی ہیں وہ ان سے بچنے لگتا ہے صرف اس لئے کہ اس کے اندر صوری تقوےٰ نہیں بلکہ حقیقی تقوےٰ نہیں بلکہ حقیقی تقوےٰ کی وہ روح موجود ہوتی ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ

وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَيُعَلِّمُكُمُ اللّٰهُ

یعنی اگر تم بخشش تقوےٰ کو اختیار کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری تعلیم کو براہِ راست اپنے ہاتھ میں لے لے گا اور پھر تم گمراہ نہیں ہو سکو گے۔ سو وہ حالت اس کو میسر آ جاتی ہے۔ ہاں یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص کو تفصیلی منطقی دلائل اور براہین کسی چیز کے جائز یا ناجائز ہونے کے بھی معلوم ہو جائیں۔ البتہ اتنا ضرور ہو جاتا ہے کہ متقی کو امر جائز اور امر ناجائز میں تمیز کرنے کی حِس ہو جاتی ہے۔ اور وہ ایک اچھے کام کو ایک برے کام سے اس طرح الگ کر دیتا ہے جس طرح ایک جوہری سچے موتیوں کو جھوٹے موتیوں سے۔ اور انسان خدا تعالیٰ کی ناراضگی کو بظاہر عمدہ اعمال کے اندر اسی طرح سونگھ لیتا ہے جس طرح ہم مردار کی بدبو کو۔

اب میں اصل مطلب کی طرف آتا ہوں وہ یہ کہ مثالوں سے تقوےٰ کی بعض باریک باتوں کا ذکر کروں جن سے شائقین کو کچھ علم اس راہ کا ہو۔ حقیقتاً یہ باتیں بہت باریک نہیں مگر مبتدیوں کے سمجھنے کے لئے میں ان کو باریک ہی کہوں گا کیونکہ موٹے گناہ تو عموماً قتل، چوری، زنا اور جھوٹ ہی سمجھے جاتے ہیں۔ حالانکہ اوپر چل کر خود انہی گناہوں کی اتنی قسمیں اور اتنی شاخیں ہو جاتی ہیں کہ عام آدمی ان کو تمیز نہیں کر سکتا کہ یہ کوئی گناہ بھی ہے یا نہیں کیونکہ باریک در باریک قسمیں انہی باتوں کی دنیا میں اس قدر رائج ہو گئی ہیں کہ سوسائٹی میں ان کو معیوب بات خیال ہی نہیں کیا جاتا بلکہ وہی شخص عقلمند، زیرک اور دوراندیش مشہور ہو جاتا ہے جو ایسے باریک گناہوں کو دل کھول کر کرتا ہے۔ اور ایسے ایسے طریقے ایجاد کرتا رہتا ہے کہ وہ ان پر زیادہ سے زیادہ کامیابی سے عمل کر سکے۔ قرآن مجید نے گناہوں کی ان باریک قسموں کی طرف کنایۃً ایک اشارہ کیا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ فرماتا ہے:-

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ

یعنی نہ صرف ظاہری فحشاء سے بچو بلکہ ان بے حیائیوں سے بھی بچتے رہو جو باریک اور مخفی اور دل کے اندر کے خانوں میں چھپی ہوئی ہوتی ہیں۔ اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہ صرف انسان کے آلاتِ تناسل ہی زنا کرتے ہیں بلکہ اس کی آنکھ بھی زنا کرتی ہے اس کے کان بھی زنا کرتے ہیں۔ اس کے پیر بھی زنا کرتے ہیں۔ اس کا دل بھی زنا کرتا ہے۔ غرض اس حدیث میں ایک شدید اور موٹے گناہ کی شاخوں اور باریک راستوں کو بھی واضح کر کے بتایا گیا ہے

اسی طرح اور گناہوں کا حال ہے۔ چنانچہ جس طرح کسی کے ہاں نقب لگا کر اس کا زیور نکال لینا چوری کہلاتا ہے اسی طرح ایک احمدی طالب علم کے نزدیک امتحان کے پرچہ میں نقل کر لینا بھی چوری ہے۔ اور جس طرح رسّہ گلے میں ڈال کر پھانسی سے مر جانا خودکشی ہے اسی طرح ایک احمدی متقی بیمار کے نزدیک عمداً کسی بد پرہیزی کا کر لینا جس سے بیماری کے بڑھ جانے کا یقینی خطرہ ہے ایک قسم کی خودکشی ہے اور جس طرح کسی انسان کو قتل کر دینا دنیا داروں کے نزدیک ایک خوفناک جرم ہے اسی طرح ایک احمدی خاوند کے نزدیک بے ضرورت برتھ کنٹرول پر عمل کرنا بھی اسی ضمن میں ایک گناہ ہے۔ علیٰ ہذا القیاس اگر زنا کرنا ایک موٹے قسم کے مسلمان کے نزدیک اعلیٰ نافرمانی ہے تو ایک احمدی نوجوان کے نزدیک علاوہ حلال اور جائز طریقہ کے کسی اور طرح سے اپنی خواہشات کو پورا کرنا بھی زنا کے حکم میں داخل ہے۔

پس تقویٰ کی باریک راہوں پر عمل کرنے کے یہ معنے ہوں گے کہ ان گناہوں کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے خوف کی وجہ سے چھوڑ دینا جو زیادہ باریک ہیں اور سرسری اور موٹی نظر والوں یا اہلِ ظاہر کو نظر نہیں آتے اور جن کی بابت دنیاوی منطق تو جواز کا فتوےٰ دے سکتی ہے۔ مگر متقی کا ضمیر ان کی اجازت ہرگز نہیں دے سکتا۔ یاد رہے کہ یہ باتیں تمام لوگوں کو صرف اتنا بتا دینے سے سمجھ میں نہیں آ جاتیں کہ تم قتل نہ کرو چوری نہ کرو زنا نہ کرو۔ جھوٹ نہ بولو۔ بلکہ اس وقت سمجھ میں آتی ہیں جب کچھ باریک تفصیل بھی ان کو سمجھائی جائیں۔ کیونکہ جس قدر علم انسان کے دماغ میں امثلہ اور تفاصیل سے داخل ہوتا ہے اتنا کبھی مجمل بیانات سے داخل نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں ایک ہی بات کو کئی کئی پیرایوں میں اور نئے نئے سیاق و سباق کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اس کی مختلف شاخوں کو مختلف طریقوں سے واضح کیا گیا ہے۔

اس تمہید کے بعد اب میں چند نمونے متقیانہ اخلاق و اعمال کے بیان کرتا ہوں اور مزید تفاصیل خود ناظرین کے اپنے غور و فکر کے لئے چھوڑ دیتا ہوں۔

پہلی مثال

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ایک دفعہ کشمیر تشریف لے گئے ریچھ مارنے کا لائسنس لیا ہوا تھا۔ دورانِ سفر ایک ایسی جگہ فروکش ہوئے جہاں احمدیوں کی آبادی تھی۔ حضور شکار کے لئے ایک پہاڑی جنگل میں داخل ہوئے لوگوں نے ہانکا شروع کیا۔ ایک مشک دال ہرن ہانکے سے نکلا اور بالکل سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ رائفل حضور کے کندھے کے ساتھ لگی ہوئی تھی اور نالی شکار کی طرف، ہمراہی بے قرار تھے کہ ایسا عجیب نایاب شکار سامنے کھڑا ہوا ہے۔ کیوں

نہیں شکار کیا جاتا۔ حضور نے ایک دم رائفل نیچے کرلی۔ ہرن بھاگ گیا۔ فرمایا کہ اس کا خاص لائسنس نہ ہونے کی وجہ سے میرے لئے اس پر شکار کرنا جائز نہ تھا گھر واپس ہونے پر بعض لوگ جو ساتھ تھے کہنے لگے کیسا عمدہ شکار سامنے آیا تھا ہم تو کبھی ایسے شکار کو نہیں چھوڑا کرتے۔ ایسی احتیاطیں کرنے لگیں تو بس شکار ہو چکا۔ ..... مگر ان بے چاروں کو معلوم نہ تھا کہ اگر ایسی احتیاطیں نہ کی جائیں تو بس تقوے ہو چکا۔

دوسری مثال

میرے ایک بزرگ ہیں ان کے پاس رفتہ رفتہ ۹۰ کے قریب کھوٹے روپے جمع ہو گئے جن میں تو کچھ ایسے کھوٹے تھے جن کا ایک حصہ چاندی کی وجہ سے ناقابل فروخت تھا اور کچھ ایسے تھے جو محض مصنوعی اور ناکارہ تھے انہوں نے ناکارہ تو سب تالاب میں پھینک دیئے اور دوسرے جو تھے وہ بکنے بھیج دیئے اور لے جانے والے سے کہہ دیا کہ اسے کسی سنار کے ہاتھ فروخت کر کے انہیں اپنے سامنے اسی سے کٹوا دینا تاکہ پھر بطور سکہ نہ چلائے جا سکیں۔ سنار نے یہ بات سنکر ان کو خرید لیا۔ اور مقررہ قیمت ادا کر دی۔ جب اُن کے ملازم نے کاٹنے کا مطالبہ کیا تو سنار کہنے لگا کہ جب میں نے مول لے لئے ہیں تو اب تمہارا کیا کام۔ میں ان کو ثابت ہی بیچ لوں گا مگر انہوں نے نہ مانا۔ آخر واپس لے گئے۔ اس پر سنار نے کہا اچھا میں اس شرط پہ کاٹوں گا کہ ان کی قیمت اتنی کم دو۔ یہ بات انہوں نے فوراً مان لی اور بہت کم رقم ما وضہ میں لے لی مگر ایک ایک روپیہ کٹوا کر چھوڑا۔ حالانکہ تمام لوگ اول تو کھوٹا روپیہ خود کوشش کر کے چلا دیتے ہیں۔ اگر یہ نہ ہو سکے اگر یہ ایسا نہ ہو سکے تو کسی ہوشیار آدمی کی معرفت ان کو بازار میں چلوا دیتے ہیں یا دلالوں کے ہاتھ کچھ کم قیمت پر بیچ دیتے کہ تاکہ اُسے چلائیں اور بعض ظالم تو جیب میں دکان میں ایسے کھوٹے روپے تیار رکھتے ہیں۔ جب کوئی سادہ طبع دیہاتی سودا خریدنے آجاتا ہے تو اس کا اچھا روپیہ لے کر چالاکی سے فوراً اپنا خراب روپیہ اُسے دے کر کہتے ہیں کہ بھائی صاحب آپ کا روپیہ ٹھیک نہیں ہے اسے بدل دیجئے۔ غرض یہ فرق ہے متقی اور غیر متقی میں۔ ایک اُن میں سے نعوذ باللہ خدا کو اندھا سمجھتا ہے اور دوسرا اُسے بینا یقین کرتا ہے۔ پس کیا تم یقین کر سکتے ہو کہ خدا کو اندھا سمجھنے والا اس کی ذات سے کوئی روحانی فیضان حاصل کر سکتا ہے۔

تیسری مثال

ایک شخص کو ڈاک میں ایک خط ملا۔ اتفاقاً اس کے ٹکٹ پر مہر لگانا یا ڈاکخانہ والا بھی بھول گیا یا لگائی تو ہلکی نقش مہر کا نمونہ دار نہ ہوا۔ غرض ٹکٹ بالکل کورا رہا۔ اس شخص کے لڑکے نے وہ ٹکٹ اُتار کر اس سے کہا کہ ابا جان دیکھئے یہ ٹکٹ کا دوبارہ استعمال ناجائز ہے کوئی غیر متقی ہوتا تو اس ٹکٹ کا استعمال نہ صرف جائز سمجھتا بلکہ اپنی اس ہوشیاری کو فخریہ بیان کرتا۔

چوتھی مثال

متقی اور غیر متقی دونوں بازاروں میں اور عام گذرگاہوں اور مجمعوں میں عورتوں کی طرف سے اپنی نظر نیچی رکھتے ہیں۔ مگر جب کسی تنہا جگہ کوئی عورت منہ کھولے ہوئے گذرے جہاں کوئی دیکھنے والا نہ ہو تو غیر متقی خدا کی طرف سے غض بصر کے اس حکم کی طرف ارادی نظر ڈال لیتا ہے لیکن متقی ہر ایسے موقع پر زیادہ قوت کے ساتھ غض بصر پہ عمل کرتا ہے کیونکہ اس کو وہ عورت اکیلی سامنے نظر نہیں آتی بلکہ اس عورت کے پیچھے ایک اور وجود بھی ساتھ آتا ہوا نظر آتا ہے جسے خدائے علیم و خبیر کہتے ہیں۔

پانچویں مثال

ایک احمدی دوست تھرڈ کلاس میں سفر کر رہے تھے۔ راستہ میں ان کے ایک ملنے والے ریل میں مل گئے جو سیکنڈ کلاس میں تھے انہوں نے ان کو بلا لیا اور ایک دو اسٹیشن تک وہ ان کے ساتھ ہی سیکنڈ میں سوار چلے گئے۔ پھر اپنے ڈبہ میں آگئے۔ سفر ختم ہوا اور وہ صاحب ٹکٹ دے کر باہر چلے گئے۔ گھر آکر اور حساب کر کے انہوں نے وہ رقم جو ان دو اسٹیشنوں کے درمیان سیکنڈ اور تھرڈ کے کرایہ کا فرق تھا۔ ایجنٹ این۔ ڈبلیو آر کے نام بھیج دی اور لکھ دیا کہ ایک ضرورت کی وجہ سے میں نے اپنے سفر میں دو سٹیشن تک سیکنڈ کلاس میں سفر کر لیا تھا۔ یہ اس کا کرایہ ارسال ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ تھرڈ کلاس کے مسافر کا ۲۵ سیر سے زیادہ وزن اسباب بغیر تلوائے اور کرایہ ادا کئے ریل میں لے جانا اور بغیر اجازت اسٹیشن ماسٹر کے یا پلیٹ فارم ٹکٹ خریدنے کے سوا اندر پہنچ جانا اور ہوشیاری کے ساتھ سٹیشن کی دوسری طرف سے باہر نکل جانا ایسے افعال ہیں جن سے ایک متقی شرمانے

چھٹی مثال

ایک ماسٹر صاحب تھے وہ باوجود اس سرکاری حکم کے کہ ٹیوشن بغیر اجازت ہیڈ ماسٹر کے نہ کیا جایا کرے خود خفیہ خفیہ ایسی ٹیوشن لے لیا کرتے تھے۔ ایک شاعر جو کسی اور شاعر کا شعر اپنی غزل میں اپنا کر ملا لیتے تھے۔ یا ایک مصنف صاحب جو دوسروں کی تصنیف کو اپنے مضمون میں بلا تسلیم کرنے مصنف کے نام کے شامل کر لیا کرتے تھے۔ ایک بارسوخ طالبعلم جو کسی امتحان کے پرچہ کا ناجائز طور پر چند روز پہلے پتہ لگا لیا کرتے تھے ایک وکیل صاحب جو پورا محنتانہ لے کر بھی پیشی کے وقت غیر حاضر ہو جایا کرتے تھے ایک ڈاکٹر صاحب جو خصوصاً نوجوان عورتوں کو طبی مشورہ کے وقت سینہ میں لگا کر اچھی طرح ٹھونک بجا کر دیکھنا لازمی سمجھتے تھے۔ ایک صاحب جو بغیر جائز حق کے دوسروں کا مضمون پڑھ لیا کرتے تھے۔ ایک ملا جی لوگوں کے سامنے مسجد میں تو بہت سنوار سنوار کر نماز پڑھتے تھے مگر اکیلے میں وہ بات ان سے صادر نہ ہوتی تھی۔ ایک پیشہ ور (مثلاً درزی، سنار، لوہار) جو وعدہ کر کے پھر اس وعدہ پر اپنا کام پورا کر کے نہیں دیتے تھے۔ ایک ملازم جو اپنی تنخواہ لیتے وقت تو پوری رقم کا مطالبہ کیا کرتے تھے مگر خود کام کرنے کے وقت باریک محاسبہ نہیں کرتے تھے کہ آیا میں معاہدہ کے مطابق چل رہا ہوں یا کچھ غفلت کر رہا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ ایسے سب لوگ دنیاداروں کی نظروں میں خواہ بڑے بھلے یا دکھلائی دیں مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک متقی ہونے کا امتیازی طرہ نہیں پا سکتے۔ متقی وہی ہیں جو ایسے کام نہیں کرتے اور پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہیں۔

ساتویں مثال

ایک شخص جو شہوانی خیالات کو اپنے دل میں جگہ دیتا ہے اور نامحرموں کے حسن و شمائل میں اپنے دل کو مشغول کرتا ہے یا اپنے بکس میں حسین عورتوں کی تصاویر کو خزانہ سمجھ مقفل کر کے رکھتا ہے یا جو سایہ کے گراموفون میں کسی عورت گانے والی کی آواز مزے لے لے کے گانے سنتا ہے یا مرد اور حسین لڑکوں سے بلا ضرورت صاحب سلامت اس لئے رکھتا ہے کہ ان کا قرب اُسے کچھ لطف دیتا ہے۔ یہ اور ایسی ہزاروں باتیں تقویٰ کی جڑ کو کاٹ ڈالنے والی ہیں گو وہ آجکل کی تہذیب کا ایک جزو اعظم بنی ہوئی ہیں۔ اسی طرح ایک ایسا شخص جو جسمانی صفائی سے لاپرواہ

ہے اُس کے جسم سے بدبو آتی ہے اور اس کے کپڑے گندے رہتے ہیں ناپاک چھینٹوں سے احتیاط نہیں کرتا۔ اپنے دانت صاف نہیں کرتا جس کی وجہ سے اس کے منہ سے بدبو آتی ہے کچا لہسن یا پیاز یا مولی یا ہینگ کھا کر مسجد میں آجاتا ہے اور نمازیوں کو ایذا دیتا ہے کوئی قابل تعریف متقی نہیں۔

آٹھویں مثال

وہ شخص جو اپنے جسم کو خدا کی امانت نہیں سمجھتا اور اپنی صحت اور قویٰ کو خدمت دین کے لئے درست رکھنے کی طرف سے لاپرواہی کرتا ہے، عادی بدپرہیز ہے، جائز اور حلال لذتوں میں منہمک رہتا ہے۔ وقت جیسی قیمتی متاع کو ضائع کرتا ہے۔ بہت ہنستا ہے، غربت بیماری یا زمانہ کی شکایت کرتا رہتا ہے، یا اکثر رنجیدہ رہتا ہے، اور جماعت پر عموماً بدظن رہتا ہے۔ نہایت خشک مزاج ہے معمولی تکالیف پر بے صبری ظاہر کرتا ہے اور تھوڑی نعمت کو حقیر سمجھ کر اس کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ ابھی تقوے کی باریک راہوں سے دُور ہے چہ جائیکہ باریک تر اور باریک ترین راہوں کا واقف سمجھا جائے۔

نویں مثال

ایک شخص جو کسی بری بات کو اس لئے چھوڑتا ہے کہ لوگ اس بات کو بُرا سمجھتے ہیں وہ اس بات میں متقی نہیں ہے بلکہ متقی وہ ہے جو ترکِ معاصی صرف خدا تعالیٰ کے خوف سے کرے یعنی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اُسے دیکھ رہا ہے وہ علیم بذات الصدور ہے۔ وہ سب سے زیادہ محبت اور عزت کے قابل ہے اس نے اس بات کو ناجائز قرار دیا ہے کہ اگر میں یہ کام کروں گا تو اس ذاتِ والا صفات سے میرا تعلق کم ہو جائے گا۔ اسی یقین کی وجہ سے کسی گناہ کی بات سے پرہیز کرنے والا اصل متقی ہے۔ بدی کو بدی سمجھ کر ترک کرنا یا نیکی کو نیکی کی وجہ سے اختیار کرنا یہ دہریوں اور یورپین فلاسفروں کا سلیقہ ہے جسے ایک مسلمان فلاسفر کسی صورت میں قبول نہیں کر سکتا۔ مسلمان اگر بدی سے بچتا ہے تو صرف خدا کے خوف کی وجہ سے اور نیکی کرتا ہے تو صرف خدا کی محبت کے سبب سے نہ کہ دہریوں کی طرح اپنے دنیاوی فائدہ کے لئے یا اپنے نفس کو لطف اور لذت دینے کے لئے کیونکہ خدا تعالیٰ نے کھانے پینے کی اشیاء کی طرح نیکی کے اندر بھی ایک بڑی لذت رکھی ہے۔

تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۷۰ء

قسط دوئم

برکاتِ خلافت

از مکرم مولوی حکیم محمد الدین صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ

امتِ محمدیہ میں خلافت کے دو بابرکت دور

رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

مَثَلُ اُمَّتِیْ مِثْلُ الْمَطَرِ لَا یُدْرٰی اَوَّلُہٗ خَیْرٌ اَمْ اٰخِرُہٗ۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

کہ میری اُمت کی مثال اس بارش کی طرح ہے جس کے بارے میں نہیں کہہ سکتے کہ اس کا پہلا حصہ زیادہ بابرکت ہے یا آخری حصہ۔

آخرین کے دور کے تعلق میں بھی رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

ثُمَّ تَکُوْنُ الْخِلَافَۃُ عَلٰی مِنْہَاجِ النُّبُوَّۃِ۔

کہ فیجِ اعوج اور درمیانی پُر ضلالت صدیوں کے بعد اُمت میں منہاج نبوت پر خلافت قائم ہوگی۔ اور اسلام کو عروج اور ترقی حاصل ہوگی اور اکنافِ عالم میں پھیل جائے گی۔ گویا خلافتِ اسلامیہ کے دو دور ہیں (۱) ایک دور بعثتِ جلالی کے بعد خلافت کا دور ہے (۲) دوسرا بعثتِ جمالی کے بعد خلافت کا دور ہے۔ دونوں دوروں کی خلافت نہایت بابرکت اور خلافتِ راشدہ ہے اور دونوں دوروں کی عظیم برکات کے نتیجہ میں اسلام کے لئے غیر معمولی ترقی مقدر ہے

برکاتِ خلافت

جس روحانی خلافت کا آیت سورہ نور میں وعدہ دیا گیا ہے اس کی برکات نہایت ہی اہم اور وسیع ہیں۔ جن میں چند کا ذکر اس آیت میں کر دیا گیا ہے اور بعض برکات کا استدلال دوسرے استدلال سے ہوتا ہے۔ چونکہ اس خلافت موعودہ سے مشرف ہونے والے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ہی نائب اور خلیفہ ہوں گے۔ اس لئے ان کی برکات وہی ہوں گی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یا ایک نبی کی ہو سکتی ہیں۔

پہلی برکت جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی مسلمانوں پر قیامت برپا تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم دیوانوں کی طرح ہو گئے تھے۔ اس سے بڑھ کر صدمہ انہیں اور کسی وجود کی جدائی کا ہو سکتا تھا۔ خدا تعالیٰ نے انہیں وہ منظر دکھایا جس کا اظہار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرما چکے تھے کہ خدا تعالیٰ حضرت ابو بکر کی خلافت کے سوا کسی اور کی خلافت پر راضی نہ ہوگا اور نہ ہی مومن راضی ہوں گے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے مومنوں کی جماعت کو اس عظیم زلزلہ کے وقت سنبھالا اور ان کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر جمع کر کے سب صحابہ کو پراگندہ ہونے سے محفوظ فرما دیا۔ یہ سب سے پہلی برکت ہے جو خلافتِ حقہ کے قیام کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم کو میسر آئی۔ غرض وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا کی تعلیم پر گویا نبوت کے بعد عمل ممکن ہے تو صرف خلافت سے ہی ممکن ہے اس سے ظاہر ہے کہ شیرازۂ امت کو پراگندگی سے بچانے والی خلافت کی اس برکت کا کس کو انکار ہو سکتا ہے۔ ہر خلافت حقہ کے قیام سے یہ برکت کامل طور پر ظاہر ہوتا ہے جو آنحضرت صلعم کی برکات کے جاری وساری رہنے کا ذریعہ بنتا ہے حضرت ابو بکر رض۔ حضرت عمر رض۔ حضرت عثمان رض حضرت علی رض حضرت مولوی حکیم نور الدین صاحب رض۔ حضرت مصلح موعود رض۔ حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خلافت کے ذریعہ سے یہی برکات بفضلہ ظاہر ہو کر ازدیادِ ایمان کا باعث بنی ہیں۔

دوسری برکت آیت استخلاف میں جس برکت کا ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ قوم کے ایک ہاتھ پر جمع ہو جانے کے بعد وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ کہ اللہ تعالیٰ ان کے دین کو تمکین دے گا یعنی ان کے دین کو دُنیا پر قائم کر کے رہیگا خلافتِ حقہ کی برکت کا یہ ایک زبردست نشان ہے یہ عجیب بات ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رض اور حضرت عمر رض عرب کے ایسے خاندانوں میں سے تھے جو کوئی جتھہ نہیں رکھتے تھے۔ یعنی بنو عبد الشمس اور بنو عبد المطلب۔

جب خلافت میں تنزل واقع ہوا تو بنو عبد الشمس نے مسلمانوں پر تسلط جمایا اس کے بعد حالات میں تغیر ہوا تو بنو عبد الشمس کی جگہ بنو عبد المطلب نے قبضہ کر لیا۔ ان دونوں خاندانوں کی حکومت کے زمانہ میں کئی سال تک مسلمانوں کا ایک حصہ حضرت عثمان کے اوصاف شمار کرتا رہا اور ایک حصہ حضرت علی رض کے اوصاف شمار کرتا رہا۔ اور مسلمانوں پر یہ دو دور ایسے آئے ہیں کہ ان میں حضرت ابو بکر رض اور حضرت عمر رض سے تعلق رکھنے والے لوگ بہت کم تھے تاہم اتنا طویل عرصہ گذرنے کے بعد جو عزت اور مرتبہ دُنیا میں حضرت ابو بکر رض اور حضرت عمر رض کے فتووں اور ارشادات کو حاصل ہے وہ ان دونوں کو حاصل نہیں۔ گو ان کے بعد ان دونوں کو بھی حاصل ہے۔ اور یہ ثبوت ہے کہ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ کہ خدا نے ان کے دین کو قائم کیا۔ اتنے لمبے وقفہ میں بڑے بڑے لوگوں کے نام دُنیا سے مٹ جایا کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے ان کے نام کو قائم رکھا اور ان کے فتووں اور ارشادات کو وہ مقام دیا جو حضرت عثمان رض اور حضرت عثمان رض اور حضرت علی رض کے فتووں اور ارشادات کو بھی حاصل نہیں۔ پھر بنو عبد الشمس کے زمانہ میں حضرت علی رض کو بدنام کرنے کی بڑی کوششیں کی گئیں۔ اور دولت عباسیہ کے زمانہ میں حضرت عثمان رض پر بڑا طعن کیا گیا۔ باوجودیکہ یہ کوششیں حکومت کی طرف سے ہوئیں۔ مگر پھر بھی یہ دونوں خلفاء اپنی مخالفت کے تاریک دور سے گذرتے ہوئے دھلے دھلائے نکل آئے۔ اور یہی برکت خلفائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بفضلہ حاصل ہے پیغامیوں۔ مستریوں۔ مصری۔ احراریوں۔ مودودیوں۔ حضرت خلیفہ اول رض کے بیٹوں کے فتنوں کے باوجود خدا تعالیٰ نے خلافت حقہ کے دین کو تمکین بخشی ہے اور انشاء اللہ ان کے ماننے والے ان کے نہ ماننے والوں پر ہمیشہ غالب رہیں گے خدا تعالیٰ نے تمام دُنیا کے کناروں تک ان کی عزت و شہرت کو قائم فرما کر ان کی برکات پر مہر تصدیق ثبت فرما دی ہے۔

تیسری برکت وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ میں دین کے لفظ میں بیان شدہ ہے۔ دین کے ایک معنے سیاست اور حکومت کے ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے سچے خلفاء کی یہ علامت بتائی ہے کہ جس سیاست اور پالیسی کو وہ چلائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اسے دُنیا میں قائم فرمائے گا۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ ذاتی معاملات میں خلیفۂ وقت سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے۔ لیکن ان معاملات میں جن پر جماعت کی روحانی و جسمانی ترقی کا انحصار ہے اگر ان سے کوئی غلطی سرزد بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کی حفاظت فرماتا ہے۔ اور کسی نہ کسی وقت میں اسے اس غلطی پر مطلع کر دیتا ہے۔ صوفیا کی اصطلاح میں اسے عصمتِ صغریٰ کہا جاتا ہے۔ گویا انبیاء علیہم السلام کو عصمتِ کبریٰ حاصل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے ایسی کوئی غلطی سرزد نہیں ہونے دیتا جو جماعت کے لئے تباہی کا موجب ہو ان سے جزئیات میں غلطیاں ہو سکتی ہیں مگر دوسرے ان کو ان کے مشیر بھی غلط مشورہ دے سکتے ہیں۔ نہ ہم انہیں کی حرکت کرتا ہے دماغ انہیں کا کام کرتا ہے۔ میدان سب کے پیچھے خدا تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا ہے۔ لیکن نتائج پیدا کرنے وقت جب تمام کڑیاں کسی معاملہ کی زنجیر بننے لگتی ہے۔ تو وہ زنجیر خدا تعالیٰ غلط نہیں بننے دیتا۔ وہ بالکل صحیح ہوتی ہے اور ایسی مضبوط ہوتی ہے کہ کوئی طاقت اسے توڑ نہیں سکتی۔ یہ بھی خلافت کی ہی ایک برکت ہے۔

چوتھی برکت چوتھی برکت کا ذکر خدا تعالیٰ نے وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا میں بیان فرمایا ہے۔ یعنی جب بھی قومی طور پر اسلامی خلافت کے لئے کوئی خوف پیدا ہوگا اور لوگوں کے دلوں میں نور ایمان باقی ہوگا اللہ تعالیٰ اس خوف کے بعد ضرور ایسے سامان پیدا کر دے گا جن سے مسلمانوں کا خوف امن سے بدل جائے گا۔ چنانچہ آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد کس قدر خوف پیدا ہو چکا تھا کہ سوائے دو تین مقامات کے سب جگہوں پر ارتداد کی آندھی چل پڑی تھی۔ تب خدا تعالیٰ نے خلافتِ حقہ کے قیام سے ایسا امن پیدا کر دیا کہ وہ بالکل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کی طرح پُر امن ہو گیا۔ اور پھر ایسے ہی حضرت عثمان رض کی شہادت کے بعد انارکی پیدا ہوئی۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ کو حضرت علی رض کے ہاتھ پر اکٹھا کر دیا۔ اور جب حضرت علی رض کے مقابلہ میں حضرت معاویہ کھڑے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت معاویہ کے دل میں اس زمانہ کے مناسب حال خشیت پیدا کر دی تھی کہ جب روم کے عیسائی بادشاہ نے مسلمانوں کا انتشار دیکھ کر اسلامی ممالک پر حملہ کرنا چاہا تو حضرت معاویہ نے اُسے کہلا بھیجا کہ یہ نہ سمجھنا کہ مسلمانوں میں اختلاف ہے۔ اگر تم نے اسلامی ملکوں پر حملہ کیا تو سب سے پہلا اسلامی جرنیل جو حضرت علی رض کی طرف سے تمہارے مقابلہ کیلئے نکلے گا وہ میں ہوں گا رومی بادشاہ ڈر گیا اور مسلمانوں کا خوف

امن سے بدل گیا یہ جزو دی ایمان تھا۔ لیکن اگر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس وقت کلی طور پر مستعد ہو جاتے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تابع ہو جاتے تو مسلمانوں کا اختلاف ہمیشہ ہمیش کے لئے مٹ جاتا اور ایسے خوشکن نتائج نکلتے کہ آج ہر مسلمان کی گردن فخر سے اونچی ہوتی۔ مگر افسوس کہ حضرت معاویہ رضی نے وقتی اطاعت کا اعلان کیا اور کلی اطاعت کا اعلان نہ کیا۔

وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا سے یہ مراد نہیں کہ خلفاء راشدین ہر تخویف سے محفوظ رہتے ہیں۔ ورنہ یہ کہ تین خلفاء کو مسلسل شہادت کے حادثات پھر کیوں پیش آتے۔ خدا تعالیٰ نے اس آیت میں یہ بیان فرمایا ہے کہ جس چیز سے خلفاء ڈریں گے اللہ تعالیٰ اسے دور کر دے گا اور اس کی جگہ امن پیدا کر دے گا۔ اس آیت کریمہ میں یہ وعدہ نہیں کہ شخصی خوف جیسے زید و بکر کے نزدیک جو بھی ڈر کی بات ہوگی وہ ان خلفاء کو پیش نہ آئے گی۔ لیکن یہ وعدہ ہے کہ جس چیز سے یہ خلفاء ڈریں گے اللہ تعالیٰ ضرور اسے دور کر دے گا اور ان کے اس خوف کو امن سے بدل دے گا۔ چنانچہ انہی معنوں کے تحت جب غور کیا جائے تو مفہوم بالکل واضح ہے۔ کیونکہ حضرت عمر رضی کو شہادت کا حادثہ پیش آیا مگر آپ کو اس سے خوف نہیں تھا۔ آپ تو خود شہادت کے لئے دعا کیا کرتے تھے۔ اور حضرت عثمان رضی کی شہادت کے واقعات سے تو ثابت ہے کہ آپ نازک مواقع پیش آنے پر بھی بے دھڑک دشمنوں میں جاتے رہے ہیں اور حفاظت کے لئے خصوصی اہتمام تک کو بھی آپ نے اہم مصالح کے ماتحت قبول نہ فرمایا۔ مسلسل ایک لمبے عرصہ تک خوف کے حالات میں محصور رہ کر بھی جس نے ڈر کو قریب نہ آنے دیا ہو اس کے بارہ میں کون کہہ سکتا ہے کہ وہ ان واقعات سے خائف تھے۔ یہی کیفیت حضرت علی رضی کی ہے۔ مقابل پر بڑے بڑے لشکروں کے باوجود کسی کا ڈر خاطر میں نہ لاتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو کچھ قرآن مجید کہتا ہے وہی مانوں گا اور ان اصحاب کو کچھ خوف تھا تو صرف امت محمدیہ میں گمراہی کے آجانے کا تھا۔ سو اللہ تعالیٰ نے انہیں وجودوں کی دعاؤں اور انکی توجہ کی برکات کی بدولت سے بحیثیت مجموعی امت کو ضلالت سے محفوظ رکھا۔ اور اہل سنت والجماعت کا مذہب ہی دنیا کے کثیر حصہ پر ہمیشہ غالب رہا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی وفات سے پیشتر جو خلافت کے نظام کے تعلق سے الوصیت میں خبر دی تھی کہ نبی کی وفات کے بعد جو زلزلہ آتا ہے وہ کیسے دور ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے خلافت اولیٰ کے ہاتھ پر سب کو جمع کرکے خلافت کی برکت سے جماعت کے خوف کو امن سے بدل دیا۔ پھر خلافت اولیٰ کے بعد جب حضرت مصلح موعود خلیفہ ثانی منتخب ہوئے تو خلافت کے آغاز سے لے کر انتہا تک طرح طرح کے فتنے برپا ہوئے کبھی پیغامیوں کا فتنہ، کبھی مصری کا فتنہ، کبھی احراریوں کا فتنہ اور کبھی مودودیوں کا فتنہ۔ مگر خدا تعالیٰ نے جسے مصلح موعود قرار دیا تھا اس کی توجہ اور دعا نے ہمیشہ ان تمام خوف کے حالات کو خوشگوار امن میں بدل ڈالا۔ پھر اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی کی وفات کے بعد جماعت پر خوف کی حالت طاری ہوئی جسے خدا تعالیٰ نے خلافت ثالثہ کے قیام کے ذریعہ امن سے بدل دیا۔ پس قوم کا یہ خوف جس طرح پہلے دور ہوتا رہا ہے۔ سو اسی طرح ہمیشہ خلفاء کی توجہ اور دعاؤں سے دور ہوتا رہے گا۔ اور مشیت الٰہی کے مطابق انجام کار تمام دنیا پر اسلام کا عالمگیر غلبہ مقدر ہے۔ پس یہ نعمت کتنی بابرکت اور عظیم الشان ہے۔ کاش دنیا ئے اسلام جلد خلافت کے دامن سے وابستہ ہو تا اسلام کے سر کی سب بلائیں دور ہوں۔ اور دنیائے اسلام خوف کی گھٹاؤں کے بعد امن کی پرنور فضاؤں میں برکات خلافت کا حظ اٹھا سکے۔

پانچویں برکت

پانچویں برکت اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا کہ وہ خلفاء میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گے۔ یوں تو انسان کئی طریق پر وقت گذار سکتا ہے۔ جیسا کہ ایک لطیفہ مشہور ہے کہ ایک سنی بزرگ۔ جو شیعوں کے علاقہ میں رہتے تھے۔ ایک دفعہ غربت کی وجہ سے مجبور ہوکر بادشاہ کے پاس پہنچ کر مدد کی درخواست کرنے گئے۔ بادشاہ کے وزیر نے ان کی شکل دیکھ کر بھانپ لیا اور بادشاہ سے کہا کہ یہ شخص تو سنی معلوم ہوتا ہے۔ بادشاہ نے اسے تسلیم نہیں کیا۔ اس بزرگ کی آزمائش کی گئی چنانچہ وزیر نے بادشاہ کے سامنے حضرت علی رضی کی بہت تعریف شروع کر دی۔ وہ بزرگ بھی حضرت علی رضی کی تعریف کرنے لگ گئے۔ بادشاہ نے یہ دیکھ کر وزیر سے کہا کہ تم جو کچھ اس کے بارہ میں کہتے تھے وہ غلط ہے۔ مگر وزیر نے پھر بادشاہ سے کہا کہ آپ کچھ بھی سمجھیں مگر یہ درحقیقت سنی ہے۔ اس پر بادشاہ نے کہا اچھا امتحان کے لئے اور کوئی بات کرو۔ چنانچہ وزیر کہنے لگا کہو "بر ہر سہ لعنت" یعنی حضرت ابوبکر رضی۔ حضرت عمر رضی حضرت عثمان رضی پر نعوذ باللہ لعنت) اس بزرگ نے بھی کہا کہ بر ہر سہ لعنت۔ بادشاہ نے کہا اب تو یقینی طور پر شیعہ ثابت ہوتا ہے۔ وزیر نے کہا کہ میرا دل مطمئن نہیں۔ آخر وزیر اس بزرگ کو الگ لے گیا اور کہنے لگا سچ سچ بتاؤ تمہارا مذہب کیا ہے۔ اس نے کہا میں سنی ہوں۔ پھر وزیر نے کہا پھر تم نے کیوں بر ہر سہ لعنت کہا۔ وہ بزرگ کہنے لگا تمہاری تو اس سے حضرت ابوبکر رضی حضرت عمر رضی اور حضرت عثمان رضی پر نعوذ باللہ لعنت مراد تھی مگر میری یہ مراد تھی کہ بادشاہ وزیر اور مجھ پر لعنت ہو۔ آپ لوگوں پر اسلئے کہ آپ بزرگوں پر لعنت کرتے ہیں اور مجھ پر اسلئے کہ مجھے اپنی بدبختی سے تم جیسے لوگوں کے پاس آنا پڑا۔ لیکن بعض لوگ ایسے اعمال کے بعد بھی یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کیا

مگر خلفاء کا خدا تعالیٰ پر یقین اور کامل ایمان ضرب المثل ہوتا ہے۔ حضرت ابوبکر رضی کو کیسے خوفناک حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر آپ نے کسی کی پرواہ نہ کی۔ صرف خدا تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ رکھ کر سب کی مخالفت کی اور آخر جس بات پر آپ قائم ہوئے تھے۔ خدا تعالیٰ نے اس کے آگے سب کو جھکا دیا۔ اور خلافت کے ذریعہ توحید کا بول بالا ہوا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی کا ایسے حالات میں قیصر و کسریٰ سے ٹکر لینا اور حضرت عمر رضی کا خلافت سنبھالنے کے بعد انہیں کے مسلک پر چلنا اور کسی سے خائف نہ ہوتے ہوئے فتحیاب ہونا۔ اسی طرح باحیا، رقیق القلب حضرت عثمان رضی نے جس بہادری سے اندرونی مخالفت کا مقابلہ کیا۔ یہ تمام کے تمام توحید پرستی کے اعمال تھے۔ اسی طرح حضرت علی رضی جو مخالفین سے گھرے ہوئے تھے آخر ان کے مرد میدان بن کر باطل سے نبرد آزما ہونے کے لئے بھی یہی جذبہ کارفرما تھا۔

غرض تمام خلفاء عظام کے حالات میں ہمیں يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا کا نہایت اعلیٰ درجہ کا نظارہ نظر آتا ہے۔ یہ اس بات کا یقینی اور قطعی ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خود مقام خلافت پر کھڑا کیا تھا اور وہ ان کی تائید و نصرت کا ذمہ دار رہا جس سے خلافت کی برکات بالکل واضح رنگ میں ثابت ہیں۔

چھٹی برکت

خلافت کی چھٹی برکت جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ یعنی جب خلافت کا نظام جاری کیا جائے تو اس وقت تمہارا فرض ہے کہ تم نمازیں قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اسی طرح خدا تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو۔ پس خلفاء کے ساتھ دین کی تمکین کرکے وہ اطاعت رسول کرنے والے قرار پائیں گے۔ یہ وہ نقطہ ہے جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔ مَنْ أَطَاعَ أَمِيرِي فَقَدْ أَطَاعَنِي وَمَنْ عَصَى أَمِيرِي فَقَدْ عَصَانِي۔ یعنی جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔ اور وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ فرما کر اس طرف توجہ دلائی ہے کہ اس وقت رسول کی اطاعت اسی رنگ میں ہوگی کہ اشاعت و تمکین دین کیلئے نمازیں قائم کی جائیں زکوٰتیں دی جائیں اور خلفاء کی پورے طور پر اطاعت کی جائے۔ یہی خدا تعالیٰ نے بتایا کہ اقامت صلوٰۃ اپنے صحیح معنوں میں خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتی اور زکوٰۃ کی ادائیگی بھی خلافت کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ دیکھو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زکوٰۃ کی وصولی کا انتظام باقاعدہ تھا۔ پھر جب آپ کی وفات ہوگئی اور حضرت ابوبکر رضی خلیفہ ہو گئے۔ تو عرب کے کثیر حصہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ حکم صرف رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص تھا۔ مگر حضرت ابوبکر رضی نے ان کے مطالبے کو تسلیم نہ کیا بلکہ فرمایا کہ اگر یہ لوگ اونٹ کے گھٹنے کو باندھنے والی رسی بھی زکوٰۃ میں دینے سے انکار کریں گے تو میں ان سے جنگ جاری رکھوں گا۔ اور اس وقت تک بس نہیں کروں گا جب تک ان سے اسی رنگ میں زکوٰۃ وصول نہ کر لوں جس رنگ میں وہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ادا کرتے تھے۔ چنانچہ آپ اس مہم میں کامیاب ہو گئے اور زکوٰۃ کا نظام پھر جاری ہو گیا جو بعد کے خلفاء کے زمانوں میں بھی جاری رہا۔ مگر خلافت کے بعد یہ نظام درہم برہم ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ خلافت کے بغیر نظام کے ماتحت زکوٰۃ ہو ہی نہیں سکتی۔ اکیلا آدمی چند غرباء میں زکوٰۃ تقسیم کردے تو اس کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے۔ یہ تو ساری جماعت کے امراء سے لے کر ساری جماعت کے غرباء پر صرف ہونے سے ہی خوشگوار نتائج نکل سکتے ہیں۔

چھٹی پادشاہی گوردوارہ سرینگر کشمیر میں بیساکھی کی تقریب پر

احمدی وفد کی شمولیت اور تقاریر

رپورٹ مرتبہ مکرم عبدالمجید صاحب مضطر بی اے فاضل جنرل سیکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ کشمیر

اسلام محبت پیار اور صلح و آشتی کا مذہب ہے وہ نہ صرف اپنے ماننے والوں کو اتحاد سے رہنے کی تلقین کرتا بلکہ دوسرے مذہب کے ماننے والوں کو بھی امن و آشتی سے رہنے کی ترغیب دیتا ہے۔ انیسویں صدی عیسوی میں جب ہندو مسلم اپنی ایکتا کھو بیٹھے تھے قادیان کی مقدس بستی سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے اتحاد کا علم بلند کیا اور ہر مذہب کے ماننے والے کو اتحاد کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا کہ:۔

"وہ کام جس کے لئے خدانے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہو چکی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو قائم کردوں اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں"

(لیکچر اسلام صفحہ ۳۳)

پیارے امام کی تعلیم کے ماتحت خاکسار اور مکرم شکیل احمد صاحب شکیل سکھ سبھا کے سیکرٹری سے ملے اور ان سے بیساکھی کے موقعہ پر شرکت اور اظہار خیال کا وقت مانگا انہوں نے سکھ سبھا کے پردھان سے ملنے کو کہا چنانچہ ۱۳ اپریل ۱۹۷۱ء چھٹی بادشاہی گوردوارہ میں خاکسار اور مکرم غلام نبی صاحب نیاز فاضل سکھ سبھا کے پردھان شری ڈاکٹر ... سنگھ جی سے ملے وہ نہایت ہی خندہ پیشانی سے پیش آئے اور قادیان شریف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا وہاں کی مسلمان بستی جماعت احمدیہ کی ہمت اور کامل اسوہ کی دلیل ہے ہمیں ایک بجے کا وقت دیا گیا ½ ۱ بجے ہال میں ہمارا نام سنایا گیا۔

ازاں بعد مکرم مولوی صاحب موصوف کو لیکچر کے لئے بلایا گیا۔ آپ نے اپنی تقریر کا آغاز تسبیح و تحمید سے شروع کیا اور فرمایا کہ ہم لوگ سیاست میں دخل نہیں دیتے ہمارے پیارے نبیؐ اور پیارے امامؑ نے ہمیں ہر ایک کی خوشی غمی میں شریک ہونے کی تعلیم دی ہے اسی تعلیم نے ہمیں یہاں آنے کی ہمت دی ہے۔ بحیثیت انسان ہم سب ایک ہیں دنیا میں جتنے بھی پیغمبر اور اوتار آئے سبھی نے ایک دوسرے سے صلح اور آشتی سے رہنے کی تلقین کی ہے۔ اسلام صلح و آشتی کا مذہب ہے اور الصلح خیر کی تعلیم دیتا ہے۔ سکھ مذہب کے بانی حضرت بابا گورو نانک جی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے

ع جلے کی مہمان برن نہ سکوں نانک سے پیلا

(گوجری ہمارہ ۵)

یعنی اتحاد و ملاپ کی تعریف میں نہیں کر سکتا یہ بہت ہی عظیم اور بلند ہے بعض غلط اتہاس جو سیاسی چال سے بنوائے گئے ہیں ان میں اپنے اقتدار کو قائم رکھنے کے لئے نفرت پھیلائی گئی ہے۔ انگریزوں نے شری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کی طرف یہاں تک منسوب کر دیا کہ مسلمان میرے دشمن ہیں میں نے ان کو مارنے کے لئے تلوار اٹھائی جو لوگ ہیں وہ میرے نہیں اور جو میرے ہیں وہ انکے نہیں حالانکہ یہ قول گورو جی مہاراج کا نہیں ہو سکتا کیونکہ آپ کا تو اپدیش تھا ؎

چھاتے چھوٹ گھبر بھرم کا
تہہ آگے ہندو کیا ترکا

(دسم گرنتھ صفحہ ۴۲)

تقریر کے دوران میں آپ نے بتایا کہ ہم گورو نانک دیو جی اور گورو گوبند سنگھ جی کی عزت کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے قرآن کی عزت اور مسلمانوں کی عزت کی ہے آپ توحید کے پجاری تھے اس موقعہ پر آپ نے مختلف شبد پڑھ کر سنائے آپ نے کہا بابا صاحب کو خدائے واحد پر بے انتہا بھروسہ تھا چنانچہ بابر بادشاہ نے ان سے کہا تھا کہ مجھ سے کچھ مانگیں انہوں نے کہا تھا کہ ہم انسان سے کیوں مانگیں جو انسان سے مانگے وہ احمق ہے۔ کیونکہ داتا تو خدائے واحد ہے باقی تمام جہان بھکاری ہے

اسی طرح فاضل مقرر نے گورو دیو جی کا وہ واقعہ سنایا جب آپ کے بدن پر گرمی کی وجہ سے آبلے ہو گئے تھے تو میاں میر آپ کی حالت دیکھ کر رو پڑے اس پر گورو جی نے کہا کہ بدن جل گیا ہے۔ تو کیا ہوا ہم اپنے مولا کے طرف سے خوش ہیں۔ آپ نے حاضرین سے بھی ایسا جذبہ پیدا کرنے کی تلقین کی۔ اس کے بعد موجودہ زمانے سے متعلق حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے آمد کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے اپنی تقریر ختم کی

اس موقعہ پر مکرم مولوی صاحب نے سکھ سبھا کے پردھان کو تحفۃً پھل اور اس کا اردو ترجمہ بطور تحفہ کے دیا جسے انہوں نے بڑی خوشی سے قبول فرمایا اور دوسرے سکھ بھائیوں نے بھی کتب کا مطالعہ کیا ہم نے ان کو نسخہ دیا اور دارالامان اور احمدیہ دارالتبلیغ سرینگر کا ایڈریس دیا اس کے بعد انہوں نے دس روپے چائے وغیرہ کے لئے جسے ہم نے گوردوارہ کی تعمیر کے لئے بطور چندہ کے دے دیا بعدہ ایک آچاریہ جی اور ایک سکھ دوست نے اپنی تقریریں کی ازاں بعد مجھے تقریر کا موقعہ دیا گیا خاکسار نے اپنی تقریر کا آغاز آیت قرآنیہ

وان من امة الا خلا فیها نذیر

سے کیا اور بتایا کہ دنیا میں ہر قوم کے لئے نبی اور اوتار آئے ہیں اب دیکھنا یہ ہے کہ یہاں پر کوئی مٹھائی تو نہیں تقسیم کی جا رہی جسے ہم حاصل کرنے آئے ہیں یہ وہ جذبے ہیں جو ہمیں نبی اکرم صلعم اور ان کے غلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پیدا کئے ہیں۔ ہم یہاں محض اس لئے آئے ہیں کہ آپکے بانی اسلام اور پیغمبر اسلام کے بے حد مداح تھے۔ خاکسار نے کہا کہ ہم لوگوں میں ایک قسم کا زہر بھر دیا گیا ہے اسی ظلمت کو دور کرنے کے لئے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام تشریف لائے اس کے بعد خاکسار نے بابا نانک کے متعلق درثمین سے حضرت اقدسؑ کے چند اشعار پڑھ کر سنائے جس سے حاضرین بے حد متاثر ہوئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری ان ناچیز کوششوں کو بار آور فرمائے آمین

سہ ماہی اوّل اور بقایا دار احباب

گذشتہ مالی سال ۷۱-۱۹۷۰ء کی وصولی اور بقایا چندہ کی پوزیشن سے جماعتوں کو اطلاع نظارت ہذا کی طرف سے بھجوائی جا چکی ہے۔ نیز سال رواں کی تشخیص اور مجوزہ بجٹ ۷۲-۱۹۷۱ء لازمی چندہ جات سے بھی ہر جماعت کو آگاہ کیا جا چکا ہے جملہ عہدیداران مال اور بقایا دار احباب کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لازمی چندہ جات کی باقاعدہ ادائیگی پر اس قدر زور دیا ہے کہ حضور علیہ السلام چھ ماہ سے زائد عرصہ کے بقایا دار افراد کو جماعتی نظام سے خارج قرار دے چکے ہیں۔

موجودہ مالی سال کے سہ ماہی اوّل کا ایک ماہ گذر چکا ہے۔ بقایا دار جماعتوں کے سیکرٹریان مال اور بقایا دار احباب کو چاہئے کہ وہ ابھی سے باقاعدہ کوشش اور اپنی پوری ذمہ داری کا احساس کر کے گذشتہ کوتاہی کا ازالہ کریں اور اس بات کا عملی طور پر ثبوت دیں کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہیں۔

امید ہے کہ وصولی چندہ جات کے تعلق میں ابھی سے باقاعدہ کوشش اور خاص توجہ دی جائے گی تاکہ موجودہ سال کے آخر تک جملہ جماعتوں کے سو فیصدی چندہ کی وصولی ممکن ہو سکے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام دوستوں اور عہدیداران کو اپنی ذمہ داری صحیح طور پر سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو پاک کرتی ہے

مختلف جماعتوں میں

جلسہ ہائے یوم سیرۃ النبی صلعم کا انعقاد

جماعت احمدیہ بھدروہ:۔ جماعت احمدیہ بھدروہ میں جلسہ سیرۃ النبی صلعم بڑے شاندار طریق پر منایا گیا جلسہ کی کاروائی بعد نماز مغرب خاکسار کی زیر صدارت خاکسار کی ہی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی بعدہ مکرم ماسٹر رحمت اللہ صاحب نے ایک نظم خوش الحانی سے پڑھکر سنائی۔ اس کے بعد اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم ماسٹر محمد شریف صاحب کی زیر عنوان "مفہوم لفظ سیرت" تھی آپ نے دوران تقریر میں بتایا کہ سیرت کا مفہوم ایک انسان کا وہ عمل اور رویہ ہوتا ہے جو وہ بنی نوع انسان کے ساتھ اختیار کرتا ہے سو آج سے چودہ سو سال قبل جبکہ دنیا ظہر الفساد فی البر والبحر کا نظارہ پیش کر رہی تھی اللہ تعالے نے ایک کامل سیرت اور مکمل اخلاق حسنہ کے ہادیٔ اعظم اور رحمۃ للعالمین کو پیدا کیا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم ماسٹر رحمت اللہ صاحب کی تھی موصوف نے آیت قرآنی "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ" کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالے کی محبت اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مشروط ہے اور یہ حضور ہی کی شان ہے کہ یہ درجہ سوائے آپ کے کسی اور کو عطا نہیں کیا گیا اس کے بعد عزیز محمد اقبال صاحب نے ایک نظم پڑھکر سنائی بعدہٗ اس اجلاس کی آخری تقریر خاکسار کی زیر عنوان سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی خاکسار نے تقریر کرتے ہوئے مختلف واقعات و روایات سے آپ کی سیرت حسنہ کو بخوبی واضح کیا تقریباً رات سوا نو بجے کے قریب بعد دعا یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا دعا ہے کہ اللہ تعالے اس کے بہترین نتائج پیدا کرے۔

خاکسار:۔ جاوید اقبال مبلغ جماعت احمدیہ بھدروہ

جماعت احمدیہ سکندرآباد:۔ مورخہ ۹ ہجرت (مئی) بوقت ساڑھے پانچ بجے اجلاس کی کاروائی زیر صدارت مکرم سیٹھ یوسف احمد اللہ دین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سکندرآباد شروع ہوئی۔ مکرم سیٹھ علی محمد اللہ دین صاحب کی تلاوت قرآن کریم اور عزیز مقصود احمد صاحب ابن مکرم مسعود احمد صاحب درویش کی نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم حافظ صالح محمد الہ دین نے سورۃ والضحیٰ کی تشریح کرتے ہوئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سیرت کے مختلف پہلو بیان کیے آپ کی تقریر کے بعد محترم مولوی عبدالحق صاحب فضل انچارج مبلغ آندھرا پردیش نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف واقعات بیان کرتے ہوئے بالوضاحت یہ بات بیان کی کہ جماعت احمدیہ کا مقام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت کا مقام ہے۔ مقرر موصوف نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو واقعات کی روشنی میں واضح کیا بالخصوص سیرت کے اہم ترین پہلو صلہ رحمی قرابت داری اور والدین کے ساتھ حسن سلوک پر سیر کن روشنی ڈالی۔

بعدہٗ مکرم و محترم سیٹھ علی محمد الہ دین صاحب نائب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ سکندرآباد نے اختتامی تقریر میں احباب جماعت کو مختلف زرّیں نصائح کیں ازاں بعد محترم سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب نے اپنی صدارتی تقریر میں احباب کا شکریہ ادا کیا اور اجتماعی دعا پر اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا فالحمد للہ علیٰ ذٰلک

خاکسار:۔ بشیر الدین الہ دین سیکرٹری تبلیغ و تعلیم و تربیت سکندرآباد

جماعت احمدیہ تماپور:۔ مورخہ ۱۸ مئی ۱۹۷۱ء کو بعد نماز مغرب جماعت احمدیہ تماپور کی جانب سے جلسہ سیرت النبیؐ منعقد ہوا۔

جلسہ کی صدارت مکرم محمد یوسف صاحب زبیردی درویش نے فرمائی مکرم محمد یوسف صاحب زبیردی کی تلاوت قرآن کریم کے بعد محمد شفیق صاحب نے سرکار دو عالم کی شان میں ... ایک نظم خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی اس کے بعد خاکسار مبارک احمد وکیل صدر جماعت احمدیہ تماپور نے آنحضرت صلعم کے حالات زندگی کے بارے میں تقریر کی۔ دوسری تقریر قریشی محمد عبدالرحمٰن صاحب کی تھی انہوں نے سرکار دو عالم کی حیات طیبہ اور لفظ "محمدؐ" کے معنی اور زندہ نبی ہونے کے بارے میں شاندار طریقے سے روشنی ڈالی دوسری نظم بھی کے محمد شفیق صاحب نے ہی پڑھی اس کے بعد تیسری تقریر قریشی محمد عبدالحفیظ صاحب کی تھی۔ ان کی تقریر کا عنوان تھا سیرت نبی صلعم کا ایک درخشندہ پہلو غیروں اور دشمنوں کے ساتھ آپ کا مشفقانہ سلوک تھا انہوں نے اخبار بدر سے یہ مضمون پڑھ کر سنایا اسکے بعد آخری نظم وسیم احمد متعلم کی تھی۔ صدارتی تقریر میں مکرم صدر محمد یوسف صاحب زبیردی صاحب نے سرکار دو عالم کے اخلاق فاضلہ کے موضوع پر تقریباً آدھ گھنٹہ ایک جامع تقریر کی بعد دُعا جلسہ ختم ہوا۔

خاکسار:۔ مبارک احمد وکیل صدر جماعت احمدیہ تماپور

مجلس خدام الاحمدیہ یاڑی پورہ (کشمیر):۔ مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام مورخہ ۸ ہجرت (مئی) ۱۳۵۰ھش بروز سنیچر مسجد احمدیہ یاڑی پورہ کے صحن میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پوری شان و شوکت سے منایا گیا مقامی طور پر جلسہ کی قبل از وقت تشہیر کی گئی جلسہ کی کاروائی شروع ہونے سے پہلے خدام نے ٹریکٹ "مقام محمدیت" کثیر تعداد میں تقسیم کیا۔ جلسہ کی کاروائی پونے آٹھ بجے شام زیر صدارت مکرم حکیم میر غلام محمد صاحب صدر جماعت احمدیہ یاڑی پورہ شروع ہوئی خاکسار کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر کی نظم کے بعد صاحب صدر نے جلسہ کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی بعدہ مکرم میر منصور احمد صاحب نے آنحضرت صلعم کی سادہ زندگی کے متعلق ایک مضمون پڑھکر سنایا اسکے بعد مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک عربی قصیدہ کے چند اشعار بڑی خوش الحانی کے ساتھ پڑھکر سنائے دوسری تقریر میر عبدالحمید صاحب نے "آنحضرت صلعم کے صحابہ کا اپنے آقا سے عشق" کے موضوع پر کی اس اجلاس کی تیسری تقریر مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر نے "محمد ہی نام اور محمد ہی کام" کے عنوان پر کی۔ اس کے بعد مکرم احسان صاحب ٹاک نے ٹریکٹ مقام محمدیت پڑھکر سنایا بعدہٗ مکرم میر عبدالحمید صاحب نے آنحضرت صلعم کے بچپن سے لے کر جوانی تک کے خاص خاص واقعات پر روشنی ڈالی آخر میں صاحب صدر نے بتایا کہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہی آنحضرت صلعم کا حقیقی اور بلند مقام دنیا کے سامنے رکھا ہے۔ خدام الاحمدیہ کا عہد دہرانے کے بعد صاحب صدر نے اجتماعی دعا فرمائی اور جلسہ رات کے دس بجے بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ کے بعد وادی کے مختلف اخبارات نے جلسہ کی مختصر رپورٹ شائع کی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالے اس جلسہ کے اچھے نتائج ظاہر فرمائے۔ آمین

خاکسار:۔ میر عبدالرحمان قائد مجلس خدام الاحمدیہ یاڑی پورہ

(باقی صفحہ ... پر)

بہار میں ایک تبلیغی و تربیتی جلسہ

مورخہ ۱۸/۵/۷۱ بعد نماز مغرب ٹھیک سات بجے خاکسار کی زیر صدارت جماعت احمدیہ سملیہ رانچی (بہار) کے زیر اہتمام ایک تبلیغی و تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔

عزیز نظر الاسلام صاحب کی تلاوت قرآن کریم اور عزیز محمد رضوان صاحب کی نظم کے بعد عزیزم انعام الحق صاحب نے نماز کا ترجمہ زبانی پڑھ کر سنایا اس کے بعد مکرم محمد سفیر الدین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر آدھ گھنٹہ تقریر کی بعدہٗ عزیزم سمیع الدین صاحب نے نماز کا ترجمہ سنایا بعد ازاں عبدالمجید صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے موضوع پر تقریر کی۔ اسکے بعد عزیزم نظر الاسلام صاحب نے نماز کا ترجمہ زبانی سنایا اور پھر خاکسار نے مناسب موقعہ ایک تربیتی و تبلیغی تقریر کی جو ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔

غیر احمدی اور ہندو دوست کافی تعداد میں موجود تھے۔ انہوں نے اس اجلاس سے کافی اچھا اثر قبول کیا۔ دعا کے بعد غیر مسلم احباب اور مسلمان بھائیوں کی شیرینی اور چائے سے تواضع کی گئی

خاکسار:۔ بشیر احمد ہانگروی مبلغ جماعت احمدیہ سملیہ (بہار)

مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر انتظام

قادیان میں سالانہ ٹورنامنٹ کا اہتمام

دلچسپ علمی، ذہنی اور ورزشی مقابلے

مورخہ ۱۶/۴ کو محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کی صدارت میں ایک میٹنگ ہوئی جس میں مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری، مکرم چوہدری بدرالدین صاحب عامل جنرل سیکرٹری، مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد، مکرم شیخ مسعود احمد صاحب ایس معتمد، مجلس عاملہ کے جملہ عہدیداران اور خاکسار نے شرکت کی اس موقعہ پر مجلس خدام الاحمدیہ کو از سر نو بیدار کرنے اور احمدی نوجوانوں کی تعلیمی، تمدنی اور جسمانی استعدادوں کو نشوونما دینے سے متعلق تجاویز پر تبادلہ خیالات کیا گیا اور صاحب صدر مجلس کو بیش قیمت نصائح اور مشوروں سے نوازا گیا۔ چنانچہ ان ہدایات کی روشنی میں جہاں ہر سہ مساجد میں دو دو کلاسیں ترجمۃ القرآن کی جاری کروائی گئیں جس میں خدام الاحمدیہ کو علاوہ قرآن کریم کے ترجمہ کے ابتدائی دینی مسائل بھی سکھلائے جا رہے ہیں وہاں جسمانی ورزش کا بھی خاطر خواہ انتظام کیا گیا۔ اسی مجلس میں محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اپریل کے آخر میں ایک ٹورنامنٹ رکھا جائے۔ جس میں علمی اور ورزشی مقابلے کرائے جائیں اور اس کے لئے آپ نے مبلغ -/۲۶۰ روپے کے اخراجات منظور فرمائے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

ٹورنامنٹ کا انتظام

چونکہ یہ ٹورنامنٹ مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام ہونا قرار پایا تھا اس لئے اس کے احسن رنگ میں انتظام کے لئے آٹھ عہدیداران مکرم مولوی انصار احمد صاحب، مولوی مجید احمد صاحب، مولوی شبیر احمد صاحب ناقر۔ مولوی عبد اللطیف صاحب ملکانہ، مولوی محمد کریم الدین صاحب۔ مولوی رفیق احمد صاحب مالاباری، مکرم خورشید احمد صاحب انور اور خاکسار پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی۔ جس نے ٹورنامنٹ کا پروگرام مرتب کیا۔ اس پروگرام کو چار دنوں پر تقسیم کیا گیا اور اس طرح یہ ٹورنامنٹ بتفصیل ذیل مورخہ ۲۷/اپریل کو شروع ہو کر مورخہ ۳۰/اپریل کی شام کو بفضلہ تعالیٰ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

ٹورنامنٹ کا پہلا دن

(۱) مورخہ ۲۷/اپریل بعد نماز ظہر جملہ اراکین خدام الاحمدیہ قادیان نے سورۃ بقرہ کی ابتدائی سترہ آیات کے سننے سے اس ٹورنامنٹ کا افتتاح کیا گیا۔

(۲) بعد نماز عصر گراؤنڈ جلسہ گاہ میں کھیلوں کا پروگرام رکھا گیا تھا جس میں والی بال پیر اور رنگ کے کھلاڑیوں کا مقابلہ ہوا۔

(۳) بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں اطفال الاحمدیہ کی تقاریر، تلاوت اور نظم خوانی کا مقابلہ رکھا گیا تھا جس کی صدارت مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نے کی۔ جج کے فرائض مکرم مولوی انصار احمد صاحب۔ مکرم مولوی عبد اللطیف صاحب ملکانہ اور خاکسار نے ادا کئے۔ تمام مقامی اطفال نے ان مقابلوں میں نہایت ذوق و شوق کے ساتھ حصہ لیا۔

ٹورنامنٹ کا دوسرا دن

(۱) مورخہ ۲۸/اپریل بعد نماز ظہر محترم منظور احمد صاحب سوز ناظر تعلیم کی صدارت میں خدام کا تلاوت و نظم خوانی کا مقابلہ ہوا۔ جج کے فرائض مکرم مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے، مکرم مولوی عبد القادر صاحب دانش اور خاکسار نے ادا کئے۔ تلاوت و نظم خوانی کے اس مقابلے میں خدام نے پورے ذوق و شوق کے ساتھ حصہ لیا۔

(۲) بعد نماز عصر کھیلوں کے پروگرام میں والی بال پیر ٹائنس اور رنگ فائینل کے میچ اور ہائی جمپ اور لانگ جمپ کے مقابلے ہوئے۔

(۳) بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں خدام الاحمدیہ کا تقریری مقابلہ رکھا گیا تھا۔ جس کی صدارت محترم منظور احمد صاحب سوز نے فرمائی۔ جج کے فرائض مکرم چوہدری بدرالدین صاحب عامل، مکرم چوہدری عبد القدیر صاحب اور مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نے ادا کئے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔ اس مقابلہ میں چوبیس خدام نے حصہ لیا۔

ٹورنامنٹ کا تیسرا دن

(۱) بعد نماز فجر خدام الاحمدیہ کی میل دوڑ (۲۰۰ گز) کا مقابلہ ہوا۔

(۲) بعد نماز عصر گراؤنڈ جلسہ گاہ میں خدام و اطفال کے ذہنی مقابلے ہوئے۔ جن میں مشاہدہ و معائنہ اور پیغام رسانی کے دلچسپ آئیٹم رکھے گئے تھے۔ بعدہ بوری دوڑ، تین ٹانگ کی دوڑ، گولہ پھینکنے، نیز دیگر دلچسپ کھیلوں کے مقابلے ہوئے۔

(۳) بعد نماز عشاء مسجد اقصیٰ میں خدام الاحمدیہ کا زبانی علمی مقابلہ رکھا گیا تھا۔ جس کے لئے علیحدہ علیحدہ قسم کے سوالات پوچھنے کی غرض سے حسب ذیل جج صاحبان مقرر کئے گئے تھے:۔

۱۔ مکرم صلاح الدین صاحب ایم اے۔	"مختصر تاریخ احمدیت پہلا باب
۲۔ مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد	نماز باترجمہ و دیگر دینی مسائل
۳۔ مکرم چوہدری بدرالدین صاحب عامل	معلومات عامہ۔

خدام نے نہایت دلچسپی کے ساتھ اس مقابلے میں حصہ لیا اور ہر سہ جج صاحبان نے نہایت محبت اور محنت کے ساتھ اپنے اس فریضہ کو سر انجام دیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

ٹورنامنٹ کا آخری دن

(۱) مورخہ ۳۰/اپریل بروز جمعہ صبح ۸ بجے کشتی کا مقابلہ ہوا بعدہ کبڈی کا میچ ہوا۔ پھر اطفال کی دوڑیں اور دوسری کھیلیں ہوئیں۔

(۲) بعد نماز عصر اطفال کی چند دلچسپ کھیلیں ہوئیں۔ ازاں بعد والی بال شو میچ اور آخر میں خدام و انصار کے درمیان رسہ کشی کا دلچسپ مقابلہ ہوا۔

ٹورنامنٹ کے اختتام پر مکرم و محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان نے تمام مقابلوں میں اول و دوم آنے والے خدام و اطفال کو اپنے دست مبارک سے انعامات تقسیم فرمائے۔ اور آخر میں خدام و اطفال کو بیش قیمت نصائح سے نوازا۔ دُعا کے ساتھ یہ دلچسپ پروگرام بخیر و خوبی ختم پذیر ہوا۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ *

جملہ پروگراموں میں مجلس انصار اللہ اور دیگر بزرگان نے بھی گہری دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔ اور وقتاً فوقتاً خدام و اطفال کی حوصلہ افزائی فرماتے رہے۔ جس کے لئے وہ سب خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں۔ اسی طرح جملہ عہدیداران خدام الاحمدیہ قادیان نے بھی نہایت محنت اور جانفشانی سے اپنے مفوضہ امور سر انجام دیئے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمیں سلسلہ کے لئے مفید وجود بنائے۔ آمین۔

خاکسار

محمد القاسم غوری قائد مجلس خدام الاحمدیہ قادیان

جلسہ ہائے سیرۃ النبی (بقیہ صفحہ ۸)

جماعت احمدیہ یادگیر

۱۲/مئی بروز جمعۃ المبارک جماعت احمدیہ یادگیر نے زیر صدارت مکرم سیٹھ محمد عباس صاحب امیر جماعت بکمپوند مسجد احمدیہ یادگیر کے وسیع و عریض میدان میں اعلیٰ پیمانہ پر جلسہ یوم سیرۃ النبی صلعم منعقد کیا۔ اصل پروگرام شروع ہونے سے قبل جبکہ جلسہ گاہ کثیر تعداد سے بھر ابو گیا تھا محترم امیر جماعت کے ارشاد پر سال کے منتخبہ عہدیداران جماعت کی گل پوشی کی گئی اور انہیں مبارکباد دی گئی۔ بعدہٗ جلسہ کا انعقاد ہوا۔

مکرم سیٹھ رفعت اللہ صاحب غوری سیکرٹری تبلیغ کی تلاوت قرآن اور مکرم سیٹھ رحمت اللہ صاحب غوری سیکرٹری امور عامہ کی نظم کے بعد مکرم رفعت اللہ صاحب غوری نے "آنحضرت صلعم کا اپنوں اور غیروں سے حسن سلوک" کے موضوع پر مکرم مولوی احمد حسین صاحب سیدی وکیل شورا پور نے رسول کریم صلعم کے افاضہ روحانیت کے موضوع پر، محترم مولوی محمد عمر صاحب فاضل مبلغ انچارج مدراس نے "محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم" کے موضوع پر، خاکسار نے انسان کامل کے موضوع پر، مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل نے اخلاق فاضلہ کے موضوع پر تقاریر کیں۔

آخر میں محترم صدر صاحب نے جملہ تقاریر پر تبصرہ کرتے ہوئے بعد مناسب موقعہ ایک مبسوط اور ولولہ انگیز اختتامی خطاب فرمایا۔ اجتماعی دعا کے ساتھ یہ روحانی مجلس کامیابی کے ساتھ ختم ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ جلسہ میں شہر کے دیگر غیر مسلم معززین علاوہ میاں کے مشہور و مقبول لیڈر جناب خری دیشونانہ ریڈی زیڈ ایل ایل بی نے بھی شرکت فرمائی۔ اور چار گھنٹے کی کارروائی کو نہایت ہی اطمینان سے بیٹھ کر سنا۔ مستورات کیلئے بھی معقول انتظام تھا۔ احمدی اور غیر احمدی مستورات جو تقریباً ۔۔۔ تین سو تھیں نے نہایت ہی اطمینان سے جلسہ سے استفادہ کیا۔ خاکسار بشارت احمد بشیر مبلغ جماعت احمدیہ یادگیر

یوم سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بابرکت موقعہ پر

قادیان دارالامان میں کامیاب و پُروقار جلسہ

سیرۃ النبیؐ کے مختلف درخشندہ پہلوؤں پر بزرگان و علماء سلسلہ کی ولولہ انگیز تقاریر

رپورٹ مرتبہ :۔ خورشید احمد انور

قادیان ۶ر احسان (جون) — آج مورخہ اتوار بوقت ۸½ بجے صبح مسجد اقصےٰ میں لوکل انجمن احمدیہ قادیان کے زیر اہتمام یوم سیرۃ النبی صلے اللہ علیہ وسلم کے مقدس و بابرکت موقعہ پر اپنی سابقہ روایات کے مطابق نہایت درجہ پروقار اور روح پرور ماحول میں جلسہ یوم سیرت النبی صلعم کا مبارک و کامیاب انعقاد عمل میں آیا جس میں بزرگان و علماء سلسلہ نے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سیرت طیبہ کے مختلف درخشندہ و تابندہ پہلوؤں پر دلچسپ و ولولہ انگیز پیرائے میں اپنے قیمتی خیالات کا اظہار کرتے سامعین کو محظوظ کیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء

اس سراسر بابرکت اور روحانی مجلس کی صدارت کے فرائض محترم حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل ناظر اعلےٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان و امیر مقامی نے سر انجام دیئے کرسئ صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد محترم موصوف نے اس بابرکت جلسے کی اہمیت و عظمت بیان کرنے کے بعد احباب کو انتہائی ذوق و شوق اور گہری دلچسپی کے ساتھ [illegible] کی تقاریب میں شرکت اختیار کرنے اور ان کما حقہٗ استفادہ کرنے کی تلقین فرمائی۔

جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے محترم صدر صاحب موصوف نے والدین اور مستقبل و عہدیداران جماعت کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ وہ نئی پود کی تعلیم و تربیت ایسے پیرائے میں کریں کہ وہ بڑے ہو کر اُن پاکیزہ اور قابل تقلید روایات کا جیتا جاگتا نمونہ بن جائیں جو آنحضرت صلعم کی بے نظیر قوت قدسیہ اور پاکیزہ صحبت کے نتیجہ میں صحابہ رضوان اللہ علیہم کے وجودوں میں جلوہ گر ہوئیں

اس مختصر مگر جو نوں کو حرارت ایمانی سے گرما دینے والی افتتاحی تقریر کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم کی سورۃ فتح سے منتخب آیات کی تلاوت اور عزیز ظہیر احمد صاحب خادم متعلم مدرسہ [illegible] کے ساتھ اس بابرکت اجلاس کی اصل کارروائی آغاز پذیر ہوئی۔

پہلی تقریر خاکسار خورشید احمد انور نے زیر عنوان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ و مقام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نگاہ میں

کی۔ اس تقریر میں حسب ضرورت خاکسار نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات اور ارشادات میں سے وہ اقتباسات پڑھ کر سنائے جن میں حضور علیہ السلام نے نہایت بصیرت افروز اور روح پرور الفاظ میں رسالتمآب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی منصب رفیع الشان مرتبہ و مقام اور عظیم الشان فضائل و امتیازات پر روشنی ڈالی ہے

دوسری تقریر مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ" کے موضوع پر کی۔ موصوف نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ **لولاک لما خلقت الافلاک** کی تشریح کرنے کے بعد بعثت نبوی صلعم سے قبل کی دنیائے عرب کی مذہبی۔ معاشرتی اور سیاسی ابتری کا نقشہ کھینچتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درس توحید و روحانیت کے نتیجہ میں اس قوم میں رونما ہونے والے عظیم الشان انقلابات کا مختلف جہات سے دلچسپ جائزہ سامعین کے روبرو رکھا۔

اس اجلاس کی تیسری تقریر مکرم مولوی منظور احمد صاحب گھنوکے کی تھی جس کا موضوع تھا۔

"محسن اعظم کے احسانات غیر اسلامی دنیا پر"

موصوف نے بتایا کہ "رب العلمین" خدا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو "رحمۃ للعالمین" بنا کر مبعوث فرمایا تھا۔ اس جہت سے جب ہم آپؐ کے احسانات عظیم پر نگاہ ڈالتے ہیں تو وہ نہ صرف اپنوں بلکہ غیروں پر بھی ممتد نظر آتے ہیں۔ غیر اسلامی دنیا پر آپؐ کے بے پایاں احسانات کے ضمن میں مقرر نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ گذشتہ تمام انبیاء علیہم السلام اور اُن کی لائی ہوئی تعلیمات کی عزت و تکریم دوسرے مذاہب کے معبودوں قابل احترام ہستیوں اور عبادت گاہوں کی تعظیم کے قیام سے متعلق مفصل روشنی ڈالی

اس تقریر کے بعد مکرم حافظ عبدالرحمٰن صاحب درویش نے ایک نعتیہ نظم پڑھی۔ بعدہٗ مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان نے اس اجلاس کی چوتھی تقریر بعنوان

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانات عورتوں پر"

کی۔ موصوف نے ظہور اسلام سے قبل دیگر اقوام و مذاہب میں عورتوں کی ناگفتہ بہ حالت اور طبقۂ نسواں کے تئیں ناقابل بیان خیالات کے نام رواج کا ذکر کرنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ صنف نازک کے عظیم مقام اور حقوق کے تحفظ کا ذکر کیا۔ اس ضمن میں مقرر نے بحیثیت بیٹی بحیثیت بیوی اور بحیثیت ماں عورت کی تینوں حیثیتوں کے اُن جداگانہ حقوق کا تفصیل ذکر کیا جنہیں آنحضرت صلعم نے قائم و محفوظ فرمایا ہے۔

اس اجلاس کی پانچویں تقریر مکرم مولوی مبارک علی صاحب فاضل کی

"آنحضرت صلعم کی اہلی زندگی اور سادہ معاشرہ"

کے موضوع پر ہوئی۔ موصوف نے بتایا کہ بحیثیت انسان کامل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور مطہر و پاکیزہ زندگی ہر شعبہ انسانی میں کامل اُسوہ کی حامل ہے۔ اس جہت سے جب ہم حضور کی اہلی زندگی کا بنظر مطالعہ کرتے ہیں تو اس پہلو سے بھی ہم آپؐ کو اس بلند ترین مقام پر فائز پاتے ہیں جو تمام بنی نوع انسان کے لئے قابل تقلید نمونہ کامل ہے۔ حضور کی اہلی زندگی اس امر کا واضح اور بین ثبوت ہے کہ انسان اپنے اہل و عیال اور دوسرے علائق دنیوی سے منسلک رہ کر بھی عبادات اور ذکر الٰہی کی بجا آوری سے غافل نہیں رہ سکتا ہو جب آپ کی سادہ معاشرت کا جائزہ لیتے ہیں تو ہر حالت میں خواہ وہ عسر کی ہو یا یسر کی حکومت کی ہو یا ماکمیت کی حضور کی سادہ طرز معاشرت کا بلند و بہترین معیار آنکھوں کو خیرہ و چکا چوند کر دیتا ہے

ازاں بعد مکرم مولوی محمد حفیظ صاحب بقاپوری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان نے

"آنحضرت صلعم کی شفقت علیٰ خلق اللہ"

کے موضوع پر اس اجلاس کی چھٹی تقریر کی۔ آپ نے سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نمایاں پہلوؤں یعنی انقطاع الی اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کا مختصراً ذکر کرنے کے بعد مؤخرالذکر پہلو کے ضمن میں بلحاظ تبلیغ و تکمیل فریضہ تبلیغ کی بطریق احسن بجا آوری غلاموں اور جنگی قیدیوں کے تئیں بے پایاں شفقت کا سلوک دیگر حیوانات اور جانداروں سے بے پناہ ہمدردی حتیٰ کہ نباتات تک کے لئے آپ کا رحم و ملاطفت بیان فرمایا اور اس سے متعلق احکام پر سیر حاصل روشنی ڈالی۔

اس تقریر کے بعد عزیز مظفر احمد اقبال متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان نے خوش الحانی کے ساتھ ایک نعتیہ نظم پڑھ کر حاضرین کو محظوظ کیا۔ جس کے بعد اس اجلاس کی چھٹی تقریر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نے فرمائی آپ کی تقریر کا عنوان تھا۔

"آنحضرت صلعم کا اللہ تعالےٰ سے عشق"

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد صاحبزادہ صاحب موصوف نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے کسی پہلو پر جو اور جب بھی کچھ کہا جاتا ہے وہ تفسیر ہوتی ہے قرآن کریم کی۔ اگر اس اصل کو ایک مسلمان بالخصوص ایک احمدی صحیح رنگ میں سمجھ لے تو وہ بہترین پیرائے میں قرآن کریم کی خدمات بجا لانے کے قابل ہو سکتا ہے

اپنی تقریر کے اصل موضوع کی طرف آتے ہوئے محترم موصوف نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی تربیت و نشو و نما میں ہمیں اللہ تعالیٰ ہی کی قدرت جلوہ گر نظر آتی ہے اسلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام وجود ہی ہستی باری تعالےٰ پر شاہد ناطق ہے۔ یہی وہ مقام قرب الٰہی تھا جو آپ کو خاص طور پر عطا ہوا حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ قُل

اِن کنتم تحبّون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ۔ یعنی اے میرے رسول تو مومنین کو کہہ دے کہ اگر وہ اللہ تعالےٰ سے محبت رکھنا چاہتے ہیں تو پہلے میری اتباع کریں۔

محترم موصوف نے اپنی بصیرت افروز تقریر جاری رکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ سے آپ کے والہانہ عشق کے ثبوت میں فرمایا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک طویل عرصہ تک اگرچہ مشرکین مکہ کی تمر توڑ مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اور اگر آپ اس بے جا مخالفت کو انتہائی صبر و استقلال کے ساتھ برداشت کرتے رہے تو وہ کس کی خاطر۔؟ کیا اس کے پیچھے یہی جذبہ کارفرما نہ تھا کہ جس طرح بھی ہو سکے خدا تعالےٰ کی حقیقی توحید دُنیا میں قائم ہو اور تمام بنی نوع انسان اپنے معبود حقیقی کو شناخت کرنے لگ جائیں اس تسلسل میں محترم موصوف نے کچھ مزید تاریخی واقعات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنے نقطۂ نگاہ کو بطریق احسن واضح کیا۔ آپ کی یہ تقریر جو کم و بیش نصف گھنٹہ تک جاری رہی بڑے انہماک کے ساتھ سنی گئی۔

اداریہ بقیہ صفحہ (۲)

بھی اسلام کی مخالف طاقتوں کے خطرناک حملہ کی تاب نہ لاتے ہوئے معذرت خواہی کا انداز اختیار کرنے لگے تھے ——— یہ مقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہی قوتِ ایمانی اور مجددانہ شان تھی کہ اسلام کی طرف سے ایک جری پہلوان کی طرح میدان میں نکلے اور ایک طرف سائنس اور علومِ جدید اور فلسفہ کے مقابلہ میں اسلام کی حقیقی برتری کا ایمان افروز الفاظ میں اظہار کیا اور ——— دوسری طرف الحاد و بے دینی اور مادیت کا مقابلہ کرتے ہوئے اسلام کے زندہ اور باخدا مذہب ہونے پر صدہا قسم کے اندرونی اور بیرونی شواہد پیش کرتے ہوئے غیروں پر اتمامِ حجت کی۔

چنانچہ آج سے ۸۰ سال پہلے حضورؑ نے اپنی ضخیم کتاب "آئینہ کمالاتِ اسلام" میں اس موضوع پر سر سید احمد صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

"اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کرکے بیدل نہیں ہونا چاہیئے کہ اب کیا کریں یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے۔

یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا۔ اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علومِ جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں، کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار اُن کے لئے ہزیمت ہے۔

مَیں شکرِ نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے۔ جس علم کی رو سے مَیں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علومِ مخالفہ کی جہالتیں ثابت کر دے گا۔ اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہے ہیں۔ اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں اور مَیں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں۔ یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی، تا باطل علم کی مخالفانہ طاقتوں کو اس کی الٰہی طاقت ایسا ضعیف کرے کہ کالعدم کر دیوے۔

مَیں متعجب ہوں کہ آپ نے کس سے اور کہاں سے سُن لیا اور کیونکر سمجھ لیا کہ جو باتیں اس زمانہ کے فلسفہ اور سائنس نے پیدا کی ہیں وہ اسلام پر غالب ہیں۔ حضرت خوب یاد رکھو کہ اس فلسفہ کے پاس تو صرف عقلی استدلال کا ایک ادھورا سا ہتھیار ہے۔ اور اسلام کے پاس یہ بھی کامل طور پر اور دوسرے کئی آسمانی ہتھیار ہیں۔ پھر اسلام کو اس کے حملہ سے کیا خوف۔ پھر نہ معلوم کہ آپ اس قدر اس فلسفہ سے کیوں ڈرتے اور کیوں اس کے قدموں کے نیچے گرے جاتے ہیں۔ اور کیوں قرآنی آیات کو تاویلات کے شکنجہ پر چڑھا رہے ہیں۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۵۴ تا ۲۵۶ حاشیہ مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

دیکھا آپ نے کس زبردست قوتِ ایمانی اور بے مثال جرأت و دلیری کے ساتھ علومِ جدیدہ اور فلسفہ کے چیلنجوں کو قبول کیا گیا۔ یہ آج کی بات نہیں بلکہ آج سے ۸۰ سال پہلے کی ہے۔ اور یہی نہیں کہ اسلام کے اس بطلِ جلیل نے ان سب چیلنجوں کو صرف قبول کر لینے کا ہی اعلان کیا بلکہ جس مجددانہ کارنامہ کے سرانجام دیئے جانے کی آرزو حضرات علماء آج اپنے دلوں میں پا رہے ہیں حضورؑ نے اس سے بھی ۱۳ سال پہلے ۱۸۸۰ء میں اس وقت آغاز کر دیا جو آپ کی مشہورِ عالم تصنیف براہین احمدیہ چھپ کر منظرِ عام پر آئی اور اس کے بعد تو یہ سلسلہ ایسی کامیابی اور کامرانی سے آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا، کہ حملہ آوروں کو گھر تک پہنچا دیا گیا۔

رہا یہ سوال کہ ان سہ طرفہ حملوں کا جواب کس طرح حضورؑ نے دیا تو گو اس کا جواب بہت طویل ہے۔ مگر اختصار کی رعایت سے ہم آئندہ اس پر گفتگو کریں گے۔ اور بتائیں گے کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ نے اس سلسلہ میں بھی ایسی نمایاں کامیابی حاصل کی کہ آج کی دُنیا اس حقیقت کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے ———!!

درخواستِ دُعا

خاکسار کے بڑے بھائی (مرحوم) کی بیٹی مسماۃ مومنہ بیگم صاحبہ سری نگر ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔ حالت بہت تشویشناک ہے۔ تمام درویشان و بزرگانِ سلسلہ سے موصوفہ کی کامل صحت کیلئے درخواستِ دُعا ہے۔

خاکسار: محمد ایوب ساجد متعلم جامعہ احمدیہ قادیان

حیدر آباد میں ایک عظیم الشان جلسہ

بقیہ صفحہ ۱

ایسے بہتانِ عظیم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

مختصر صدارتی تقریر کے ساتھ آخر میں صدر محترم نے جملہ حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور اجتماعی دعا کروائی۔ اور پہلا اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

اجلاسِ ثانی

دوسرے روز کا اجلاس بھی اسی مقام پر ۱۱ اپریل کو ½ ۸ بجے شب خاکسار کی زیرِ صدارت منعقد ہوا۔ مکرم مولوی نصیر احمد صاحب خادم کی تلاوت قرآن کریم اور مکرم مولوی محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس سی۔ نائب امیر کی نظم کے بعد اس اجلاس کی پہلی تقریر الحاج مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ انچارج دہلی نے "دنیا کی موجودہ مشکلات اور اس کا حل" کے موضوع پر نہایت پُر اثر انداز میں بیان فرمائی۔ فاضل مقرر نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح کی روشنی میں یہ ثابت فرمایا کہ دورِ حاضرہ کی چونکا دینے والی مشکلات کا حل صرف اور صرف ان اسلامی اصولوں کو اپنا لینے میں مضمر ہے۔ اسی ضمن میں مشہور یورپی مفکر جارج برنارڈ شا اور دوسرے مغربی مفکرین کی وہ پُر شوکت تحریریں بھی پیش کیں جن میں رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو دورِ حاضرہ کی نجات دہندہ تعلیمات قرار دیا گیا ہے۔ بعدہٗ عزیز مولوی نصیر احمد صاحب خادم نے خوش الحانی سے ایک نظم پڑھی اور مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" کے موضوع پر ٹھوس حقائق پر مبنی ایک تقریر بیان فرمائی۔ جس میں مسئلہ وفاتِ مسیحؑ، مسئلہ ختمِ نبوت اور صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر دلنشیں انداز میں روشنی ڈالی۔ حاضرین کرام نے نہایت اطمینان و سکون کے ساتھ اجلاس کی کارروائی سماعت فرمائی۔

خاکسار نے مختصر صدارتی تقریر اور حاضرین کرام کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اجتماعی دُعا کے ساتھ اجلاس کی کارروائی ختم کرنے کا اعلان کیا۔ اس طرح یہ عظیم الشان جلسہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔

دونوں روز اللہ تعالیٰ کے فضل سے اجلاسات بڑے کامیاب رہے۔ آخری اجلاس میں حاضری نسبتاً زیادہ تھی۔ غیر احمدی دوست بھی کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ اور توجہ سے کارروائی سماعت فرمائی۔ اجلاس کے اختتام کے بعد متعدد افراد نے جلسہ گاہ میں ہی بعض تحقیقی سوالات خاکسار کے سامنے پیش کئے۔ جوابات سے کافی متاثر ہوئے۔ اور دارالتبلیغ میں ملاقات کرنے کا وعدہ کیا۔ جلسہ کی حاضری ایک ہزار افراد کے لگ بھگ تھی ——— بزرگانِ سلسلہ اور احبابِ کرام سے عاجزانہ درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے بہترین نتائج ظاہر فرمائے اور جماعت احمدیہ حیدر آباد کو بیش از بیش دینی اور دنیوی انعامات سے نوازے اور بہترین رنگ میں خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن

وَصَایَا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر کو ایک ماہ کے اندر اندر اس سے آگاہ کرے۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ

وصیت نمبر ۱۲۸۲۰ — منکہ سید وثیق الدین احمد ولد سید جلال الدین صاحب قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن گوہالی پور ڈاکخانہ کوڈ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ½ ۸ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ (۱) ایک گھر جس کی قیمت ۱۰۰۰ روپیہ ہے۔ (۲) ایک عدد پیڈل سائیکل جس کی قیمت ۱۰۰ روپیہ ہے۔ اس کے علاوہ میری تنخواہ ۱۰ جنوری ۱۹۷۱ء سے ۴۲۸/- روپیہ ماہوار ہے میں اپنی ماہوار آمد کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میں ہر سال بونس پاتا ہوں جس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ اگر میں آئندہ کوئی جائداد پیدا کروں تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وفات کے وقت جو جائداد ہو گی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد سید وثیق الدین احمد ۸-۲-۷۱

Food Corporation of India Post Box No. 96
V.B. 20/1 Unit III گواہ شد سید منظور احمد موصی CUTTACK
P.O. New Capital Distt. Puri (Orrissa) ۸-۲-۷۱
House No. 193 IV F Unit III گواہ شد بشیر احمد
New Capital, Bhubneshwar ۸-۲-۷۱

آپ کا چندہ اخبار ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ ماہ وفا ۱۳۵۰ ہش (ماہ جولائی ۱۹۷۱ء) میں کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنی اولین فرصت میں ایک سال کا چندہ مبلغ دس روپیہ بھیج کر ممنون فرما دیں تاکہ ان کے نام اخبار جاری رہ سکے۔ اگر ان کی طرف چندہ وصول نہ ہوا تو چندہ ختم ہونے کی تاریخ کے بعد ان کے نام اخبار بدر کی ترسیل بند کر دی جائے گی۔

امید ہے کہ اخبار بدر کی افادیت کے پیشِ نظر تمام احباب جلد رقم ارسال کر کے ممنون فرما دیں گے۔ ان احباب کو بذریعہ چٹھی بھی اطلاع دی جا رہی ہے۔

مینیجر اخبار بدر قادیان

نمبر خریداری	اسماء خریداران	نمبر خریداری	اسماء خریداران
۱۰۴۳	مکرم غلام احمد صاحب۔	۱۴۲۳	مکرم بہادر خان صاحب۔
۱۰۵۰	" یعقوب احمد صاحب	۱۴۳۷	" علی احمد صاحب۔
۱۰۵۱	" ایم۔ احمد صاحب۔	۱۴۷۴	" محمد اظہر خان صاحب۔
۱۰۵۴	" خواجہ محمد صدیق صاحب ثاقبؔ	۱۴۸۱	" ایم۔ دائی چوہدری صاحب۔
۱۰۵۵	" داؤد اے خان صاحب	۱۴۸۴	" کریم بخش صاحب
۱۰۶۴	ڈسٹرکٹ لائبریری۔	۱۵۴۰	" پروفیسر نور الدین صاحب زاہدؔ
۱۰۶۸	" مولوی مہتاب خان صاحب	۱۵۴۲	" سردار موہن سنگھ صاحب۔
۱۰۷۸	" راجہ صادق احمد صاحب۔	۱۵۴۶	" مولوی عبد الستار صاحب
۱۰۸۲	" حافظ صالح محمد الہ دین صاحب	۱۵۷۵	" خواجہ عبد الواجد صاحب انصاری۔
۱۰۹۱	" سید فیروز الدین صاحب	۱۵۸۳	" محمد احمد صاحب غوری
۱۰۹۲	" خواجہ عبد الغنی صاحب	۱۵۹۱	" یو۔ ابوبکر صاحب۔
۱۱۰۹	" بی۔ احمد صاحب	۱۵۹۵	" محمد رشید صاحب
۱۱۲۸	" ہیڈ ماسٹر صاحب گورنمنٹ ٹی۔ٹی سکول	۱۵۹۸	" سید منظور احمد صاحب۔
۱۲۱۸	" سیکرٹری صاحب ڈسٹرکٹ سنٹرل لائبریری	۱۶۲۸	" محمد نعمت اللہ صاحب۔
۱۲۱۹	" پریذیڈنٹ صاحب جماعت احمدیہ	۱۶۴۱	" محمد نور الحق صاحب
۱۲۲۰	" صالح محمد الہ دین صاحب۔	۱۶۸۰	" امام حسین صاحب۔
۱۲۷۱	" ڈاکٹر محمد رفیع اللہ صاحب۔	۱۷۷۴	" ایم۔ کے حسن کویا صاحب۔
۱۳۰۵	" شری پرتاپ سنگھ پبلک لائبریری۔	۱۸۵۵	مکرمہ سارہ بی صاحبہ
۱۳۵۲	مکرمہ طلعت جہاں صاحبہ	۱۸۶۱	مکرم محمد احمد صاحب۔
۱۳۸۱	مکرم غلام احمد صاحب عبید	۱۸۷۴	" کرنل فاروق لائبریری۔
۱۳۸۵	" محمد عبد اللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی۔	۱۹۴۳	" سید عبد القیوم صاحب۔
۱۴۰۵	" شجاع الدین صاحب۔	۱۹۶۴	" عبد الرحیم صاحب خالدؔ
۱۴۱۵	" محمد قربان صاحب۔		

ارشاد واجب الاطاعت

سینتیس ۳۷ سال سے چندہ تحریک جدید جن عظیم الشان مقاصد کے لئے جاری ہے، وہ مقاصد حاصل ہو رہے ہیں۔ ان کو دیکھ کر حقیقۃً بلا حقیقی معذوری کسی مومن کا دل اس پر راضی نہیں ہوتا کہ وہ حصولِ ثواب میں پیچھے رہے۔ چونکہ ماہ امان و شہادت (مارچ اور اپریل) میں احباب کی توجہ صدر انجمن احمدیہ کے چندوں کے ادا کرنے کی طرف رہتی ہے، اس لئے اس دفعہ اس کا اثر چندہ تحریک جدید کی وصولی میں نمایاں کمی کی شکل میں ظاہر ہوا ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے سالانہ بروقت پر چندہ ادا کرنے والے مجاہدین کو جَزَاکُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ فرمایا اور ان کے لئے دعا فرمائی اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ چندہ کی کمی کو پورا کیا جائے۔

امید ہے احباب خاص طور پر متوجہ ہوں گے ؂

وکیل المال تحریک جدید قادیان

درخواست ہائے دعا

(۱)

ہمارے مخلص دوست مکرم محمد حبیب الرحمٰن صاحب بکنگ کلرک شکوہ آباد یو۔پی آج کل سخت پریشانیوں میں مبتلا ہیں اور کافی مقروض بھی ہیں جس کی وجہ سے وہ اور بھی زیادہ مشکلات میں ہیں۔ نیز اُن کی ایک بیٹی اور بیٹا ہائی اسکول کا امتحان دے چکے ہیں اور بڑے بیٹے نے انٹر کا امتحان دیا ہے۔ وہ اپنے بچوں کی اعلیٰ و نمایاں کامیابی اور مشکلات کے ازالہ کے لئے جملہ احباب و بزرگان کی خدمت میں دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

(۲)

میرے بڑے لڑکے محمد حنیف صاحب اسی ماہ جون میں A.C.W.A. کا امتحان دینے والے ہیں امتحان سخت ہے جس میں بہت کم طلباء کامیاب ہوتے ہیں۔ لہٰذا مخلصین جماعت کی خدمت میں عزیز موصوف کی کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار: حافظ سخاوت علی شاہجہانپوری

کوٹھی دار السلام۔ قادیان۔

ولادت

قادیان ۶ جون۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار کو پانچواں لڑکا عطا فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز نومولود کو نیک صالح اور خادم دین بنائے اور عمر دراز کرے۔ آمین۔

خاکسار:

عبد الحمید مومن

درویش قادیان

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں

کے ہر قسم کے پرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو اپنے شہر یا کسی قریبی شہر سے کوئی پُرزہ نہ مل سکے تو ہم سے طلب کریں۔

پتہ نوٹ فرمالیں

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ ۱

AUTO TRADERS 16 MANGOE LANE CALCUTTA-1

تار کا پتہ "AUTOCENTRE" ٹیلیفون نمبرز 23-1652 / 23-5222

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۱۰ جون ۱۹۷۱ء رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷